ماہنامہ
خالد
ربوہ

خدام الاحمدیہ کی اٹھارھویں مرکزی تربیتی کلاس

۲۸ ہجرت (مئی) تا ۱۱ احسان (جون) ۱۳۵۰ ہش
۱۹۷۱ء

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے زیر اہتمام امسال سالانہ تربیتی کلاس مورخہ

۲۸ ہجرت تا ۱۱ احسان ۱۳۵۰ (۲۸ مئی ۱۹۷۱ء تا ۱۱ جون ۱۹۷۱ء)

ایوان محمودؓ میں منعقد ہو رہی ہے جس میں آپکی ہر مجلس کی نمائندگی نہایت ضروری ہے ۔ یہ پندرہ دن مرکز کے پاکیزہ ماحول میں گزارنے ۔ قرآن کریم کے علوم کو سیکھنے ۔ حدیث ۔ فقہ ۔ عقائد ۔ عربی بول چال ۔ مطالعہ کتاب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے علاوہ علماء سلسلہ سے براہ راست دینی علوم کے حاصل کرنے اور حضور ایدہ اللہ تعالی بنصرہ العزیز کی ملاقات اور کلمات طیبات سے مستفیض ہونے کا ایک نادر موقعہ ہے ۔ ایسے خدام جو ابھی تک اس کلاس سے مستفید نہیں ہو سکے ۔ نیز ایسے خدام جو امسال میٹرک کا امتحان دے چکے ہیں قائدین مجالس انہیں مجالس کا نمائندہ بنا کر بھجوانے کی کوشش کریں کلاس کے اختتام پر خدام کا امتحان ہو گا ۔ رہائش اور خوراک کا انتظام بذمہ مرکز ہو گا ۔

ضروری ہدایات برائے نمائندگان

۱۔ شامل ہونے والے خدام کے لئے ضروری ہو گا کہ ۲۷ مئی ۱۹۷۱ء کی شام تک ایوان محمود میں پہنچ جائیں ۔

۲۔ قرآن کریم (بہتر ہو کہ تفسیر صغیر) کاپیاں ۔ پین ۔ پنسل ۔ موسم کے مطابق بستر ہمراہ لائیں ۔

۳۔ نمائندہ ذمہ دار ہونا چاہیئے ۔ جسے مرکز کے وقار اور احترام کا پورا خیال ہو اور مجلس کی نیک نامی کا موجب ہو ۔

۴۔ قائد مجالس کا اپنے نمائندہ کے ذریعہ تعارفی خط ارسال کرنا ضروری ہو گا ۔ جسمیں خادم کے مکمل کوائف درج ہوں ۔

۵۔ اس بات کو مد نظر رکھیں کہ مرکزی تربیتی کلاس میں نمائندگی کے متعلق کسی قسم کی سستی نہیں ہونی چاہیئے ۔

بشیر احمد شمس
ناظم اعلی مرکزی تربیتی کلاس

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

استبقوا الخیرات

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا ترجمان

"تیری عاجزانہ راہیں اس کو پسند آئیں"

(الہام المسیح الموعودؑ)

"قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہو سکتی"

(المصلح الموعودؓ)

ماہنامہ خالد ربوہ

جلد ۱۷ | ہجرت ۱۳۵۰ ہش ؛ مئی سنہ ۱۹۷۱ء | شمارہ ۵

چندہ سالانہ

چھ روپے

بیرون پاکستان بذریعہ ہوائی ڈاک

۲۰ روپے

بیرون پاکستان بذریعہ بحری ڈاک

۹ روپے

فی پرچہ ۔ ساٹھ پیسے

فہرست

پبلشر:- محمد شفیق قیصر

مطبع:- ضیاء الاسلام پریس ربوہ

مقام اشاعت:- دفتر ماہنامہ خالد دارالصدر جنوبی ربوہ

اداریہ

احیاءِ اسلام کا راز

اللہ تعالیٰ نے نوعِ انسان کی ہدایت اور دینی و دنیوی فلاح کے لئے جو اکمل اور اعلیٰ اور اُتم اور آخری شریعت حضرت خاتم النبیین محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمائی وہ قرآن کریم کی شکل میں ہمارے پاس موجود ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خُلق قرآن کریم تھا اور حضور کی زندگی کی ہر حرکت وسکون قرآن کریم کی عملی تفسیر تھی۔ قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں نے قرآن کریم اور سُنّتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی فیض حاصل کرکے دین و دنیا میں اپنی فلاح کی منزل پائی۔ اور اب بھی دورِ آخر میں احیاءِ اسلام کا راز قرآن کریم سے وابستگی میں ہی مضمر ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس سے محبت وعقیدت اور حضور کے احسانات کے لئے جذباتِ تشکر کا بہترین مظاہرہ یہ ہے کہ ہم قرآن کریم پڑھیں اور پڑھائیں، اسکے معارف کی اشاعت کا اہتمام کریں اور اپنی زندگیوں کو قرآنی تعلیمات کے مطابق ڈھالیں اور "شہداء علی النّاس" بنیں تا مادیت، دہریت اور ادیانِ باطلہ کے پیروکار ہمارے مثالی کردار کو دیکھ کر اسلام کی طرف مائل ہوں۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے انہی مقاصد کی خاطر تعلیم القرآن کی تحریک کو جاری فرمایا ہے اور جماعت کے لائحہ عمل میں اسے خصوصی اہمیت دی ہے حضور نے فرمایا:۔

"مَیں پھر تمام جماعتوں کے تمام عہدیداران خصوصاً امراءِ اضلاع کو اس طرف توجہ دلاتا ہوں کہ قرآن کریم کا سکھانا، جاننا، اسکے علوم کو حاصل کرنا اور اسکی باریکیوں پر اطلاع پانا اور ان راہوں سے آگاہی حاصل کرنا جو قُربِ الٰہی کی خاطر قرآن کریم نے ہمارے لئے کھولی ہیں از بس ضروری ہے۔ اس کے بغیر ہم وہ کام ہرگز سرانجام نہیں دے سکتے جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے اس سلسلہ کو قائم کیا ہے پس مَیں آپ کو ایک دفعہ پھر آگاہ کرتا ہوں اور متنبہ کرتا ہوں کہ آپ اپنے اصل مقصد کی طرف متوجہ ہوں اور اپنی انتہائی کوشش کریں کہ جماعت کا ایک فرد بھی ایسا نہ رہے نہ بڑا نہ چھوٹا، نہ مرد نہ عورت، نہ جوان نہ بچہ کہ جسے قرآن کریم ناظرہ پڑھنا نہ آتا ہو۔ جس نے اپنے ظرف کے مطابق قرآن کریم کے معارف حاصل کرنے کی کوشش نہ کی ہو۔"

(قرآنی انوار صفحہ ۱۷-۱۸)

مجالس خدام الاحمدیہ کے عہدیداران اور اراکین کو امامِ وقت کے ان ارشاداتِ عالیہ کی طرف خصوصی توجہ کرنی چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حضور کے ارشاد کی تعمیل اور قرآنی علوم و معارف حاصل کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین

(م - ع - ح)

معارف القرآن

وَقَالَ الرَّسُوْلُ یٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِی اتَّخَذُوْا ھٰذَا الْقُرْاٰنَ مَھْجُوْرًا ۝

ترجمہ۔ اور رسول نے کہا۔ اے میرے رب! میری قوم نے اس قرآن کو پیٹھ کے پیچھے پھینک دیا ہے۔

تفسیر۔ فرماتا ہے۔ قیامت کے دن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم خدا تعالیٰ کے حضور افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہیں گے کہ خدایا میری قوم نے تیرے اس قرآن کو بالکل چھوڑ دیا۔ اور اپنی پیٹھ کے پیچھے ڈال دیا۔ یہ ایک نہایت مختصر سا فقرہ ہے مگر اس میں ایسا درد بھرا ہوا ہے کہ میرے سامنے کبھی نہیں آیا کہ میرا دل اس کو پڑھ کر کانپ نہ گیا ہو۔ دیکھو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم یہ نہیں فرماتے کہ اے میرے رب! میری قوم نے قرآن کو بالکل ترک کر دیا۔ حالانکہ یہ کہنا بھی کافی تھا۔ بلکہ فرماتے ہیں اے میرے رب! میری قوم نے اس قرآن کو چھوڑ دیا۔ یہاں ھٰذا کا لفظ بہت ہی درد اور افسوس کو ظاہر کر رہا ہے۔ فرماتے ہیں۔ خدایا تُو نے میری قوم کو یہ ایک ایسی اعلیٰ درجہ کی نعمت دی تھی۔ اور ایسی بابرکت کتاب بخشی تھی کہ جس کی دنیا میں اور کوئی مثال نہ تھی۔ مگر میری قوم نے اس کو بھی چھوڑ دیا۔ دُنیا میں دھیلے دمڑی کی چیز کو تو کوئی چھوڑتا نہیں لیکن ایسے قرآن کو جس کے مقابل میں ساری دنیا کا مال و متاع بھی کچھ حقیقت نہیں رکھتا چھوڑ دیا گیا۔ اور اسے پیٹھ کے پیچھے پھینک دیا گیا۔

اس جگہ قوم سے مراد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے وہ لوگ بھی ہیں جنہوں نے آپ کو نہ مانا۔ مگر آجکل کے مسلمان بھی اس کے مخاطب ہیں جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اُمتی کہلانے کے باوجود قرآن کریم کو بالکل چھوڑ بیٹھے ہیں۔ وہ قرآن جو اُن کی ہدایت کے لئے آیا تھا اور جس کے متعلق خدا تعالےٰ فرماتا ہے کہ وہ انسان کو اعلیٰ سے اعلیٰ درجہ تک پہنچانے کے لئے آیا ہے اُس کو آجکل اس طرح استعمال کیا جاتا ہے کہ زندگی بھر تو قرآن کا ایک لفظ بھی اُن کے کانوں میں نہیں پڑتا لیکن جب کوئی مرجائے تو اُس کو قرآن سنایا جاتا ہے۔ حالانکہ مرنے پر سوال تو یہ ہونا ہے کہ بتاؤ تم نے اس پر کیا عمل کیا نہ یہ کہ مرنے کے بعد تمہاری قبر پہ کتنی بار قرآن ختم کیا گیا۔ (تفسیر کبیر جلد پنجم حصہ دوم۔ سورۃ الفرقان۔ صہ ۱۷)

احادیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ جَاهِدُوا الْمُشْرِکِیْنَ بِاَمْوَالِکُمْ وَ اَنْفُسِکُمْ وَ اَلْسِنَتِکُمْ۔

(ابوداؤد کتاب الجهاد باب کراهیة ترک الغزو۔ صـ ۳۳۹)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مشرکوں سے اپنے اموال، اپنی جانوں اور اپنی زبانوں کے ذریعہ جہاد کرو۔

عَنْ زَیْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ جَهَّزَ غَازِیًا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَقَدْ غَزَا وَ مَنْ خَلَفَ غَازِیًا فِیْ اَهْلِہٖ بِخَیْرٍ فَقَدْ غَزَا (بخاری کتاب الجهاد باب فضل من جهز غازیًا۔ صـ ۳۹۹)

حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرنے والے کو سامان دیتا ہے اور تیاری میں اس کی مدد کرتا ہے تو اس کا ثواب ایسا ہے جیسے وہ خود جہاد کے لئے گیا۔ جو شخص مجاہد فی سبیل اللہ کی عدم موجودگی میں اس کے اہل و عیال کا خیال رکھتا ہے اور خیر خواہی کا سلوک کرتا ہے تو وہ بھی جہاد میں شامل ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ اَبِیْ اَوْفٰی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ بَعْضِ اَیَّامِہِ الَّتِیْ لَقِیَ فِیْهَا الْعَدُوَّ... فَقَالَ یٰاَیُّهَا النَّاسُ لَا تَتَمَنَّوْا لِقَاءَ الْعَدُوِّ وَاسْئَلُوا اللّٰہَ الْعَافِیَةَ، فَاِذَا لَقِیْتُمُوْهُمْ فَاصْبِرُوْا وَاعْلَمُوْا اَنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ ظِلَالِ السُّیُوْفِ ثُمَّ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ مُنْزِلَ الْکِتَابِ وَمُجْرِیَ السَّحَابِ وَهَازِمَ الْاَحْزَابِ اهْزِمْهُمْ وَانْصُرْنَا عَلَیْهِمْ (مسلم کتاب الجهاد والسیر باب کراهة تمنی لقاء العدو والامر بالصبر صـ ۱۳۲)

حضرت عبداللہ بن اوفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دنوں میں جبکہ آپ کو ایک دشمن سے جنگ لڑنا تھی... بطور نصیحت فرمایا۔ اے لوگو! دشمن سے مٹھ بھیڑ کی آرزو نہ کرو اللہ تعالیٰ سے خیر و عافیت کی دعا مانگو لیکن جب تم کو دشمن کا مقابلہ کرنا ہی پڑے تو صبر کا مظاہرہ کرو اور سمجھ لو کہ جنت تلواروں کے سائے میں ہے۔ پھر حضور نے دعا مانگی۔ اے اللہ! تو کتاب نازل کرنے والا ہے، بادلوں کو چلانے والا ہے دشمن کی جمعیتوں کو شکست دینے والا ہے سو تو اس دشمن کو شکست دے اور ان کے مقابلہ میں ہماری مدد فرما +

ا۔ح۔ک

اخبارِ احمدیّت

گھانا میں ہسپتال کا قیام

الحمد للہ کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کے جاری فرمودہ نصرت جہاں لیپ فارورڈ پروگرام کے تحت ۲۸ فروری کو گھانا میں دوسرے ہسپتال کا افتتاح کماسی شہر سے ۴۲ میل کے فاصلہ پر "اسکورسے" مقام پر ہوا جس میں سٹیٹس کے پیراماؤنٹ چیفس کے علاوہ چار ہزار افراد جن میں پارلیمنٹ کے ممبران، اعلیٰ حکام اور دیگر معززین نے شرکت کرکے دلی مسرّت کا اظہار کیا۔

ایک مخلص احمدی ممبر پارلیمنٹ

جماعت احمدیہ گیمبیا کے ایک مخلص رکن جناب ایم۔ اے سونکو پارلیمنٹ کے ممبر منتخب ہو گئے۔

اوّل انعام

جماعت کے ایک سرگرم رکن ڈاکٹر فتاحی گبوا کو عالمی ادارہ موسمیات کی طرف سے ریسرچ کے اوّل انعام کا مستحق قرار دیا گیا۔ یہ انعام جو ایک خاص سند اور ۳۳۳ پونڈ کے نقد عطیے پر مشتمل ہے اس ادارے کی طرف سے دیئے جانیوالے سلسلۂ انعامات کا سب سے پہلا انعام ہے۔ ڈاکٹر گبوا اباداان یونیورسٹی میں شعبہ طبیعیات میں لیکچرر ہیں۔

سکول کا افتتاح - ۱۵ مارچ کو مجلس نصرت جہاں کے پروگرام "آگے بڑھو" کے تحت گوساؤ میں پہلے سکول کا افتتاح ہوا۔

دس نئی جماعتوں کا قیام

اللہ تعالیٰ کے فضل سے "نصرت بشیر سکیم" کے تحت گھانا میں دس نئی جماعتوں کا قیام عمل میں آیا ہے۔

۱۲۰ ایکڑ زمین کا عطیہ برائے اسکول اور ہسپتال

۱۷ جنوری کو مختلف احمدیہ جماعتوں کے ۲۰ نمائندگان مکرم فضل الٰہی صاحب انوری امیر نائیجیریا کی قیادت میں "اموسان" پہنچے۔ اس موقعہ پر ایک تاریخی اجلاس ہوا (جس میں حاضرین کی تعداد پانچ چھ سو تھی) جس میں ایک سپاسنامہ احمدیہ وفد کی خدمت میں پڑھا گیا۔ بعدہٗ اہلِ قصبہ نے احمدیہ مسلم مشن کو سیکنڈری سکول اور کلینک قائم کرنے کے لئے ۱۲۰ ایکڑ زمین پر مشتمل کاغذات پیش کئے ـــــ تقریب کے اختتام پر محترم امیر صاحب نے ایک گھنٹہ تقریر فرمائی۔ حاضرین بیحد محظوظ ہوئے۔

دس ایکڑ زمین کا تحفہ

مکرم انوری صاحب کے "AUCHI" جانے پر ایک موزوں دس ایکڑ قطعہ زمین ہیلتھ سنٹر کے لئے مشن کو دیا گیا۔ نیز ایک عارضی مکان بھی چیف نے ہی عارضی ہیلتھ سنٹر کھولنے کے لئے پیش کیا۔

ا ۔ ح ۔ ک

ربوہ کے شب و روز

★ ۱۲ ارامان تا ۱۴ ارامان چھٹا آل پاکستان طاہر کبڈی ٹورنامنٹ عمل میں آیا۔

کلب سیکشن :- جس میں چیمپین شپ پاکستان ویسٹرن ریلوے نے حاصل کی اور ربوہ کی ٹیم رنرزاپ رہی۔

کالج سیکشن میں زمیندارہ کالج گجرات چیمپین اور اسلامیہ کالج لائلپور رنرز اپ قرار پایا۔

فائنل مقابلوں کے اختتام پر محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب وکیل اعلیٰ تحریک جدید انجمن احمدیہ نے انعامات تقسیم فرمائے۔

★ مؤرخہ ۱۶ ارامان کو محترم صاحبزادہ مرزا حنیف احمد صاحب کو اللہ تعالیٰ نے تین صاحبزادیوں کے بعد پہلا فرزند عطا فرمایا۔ نومولود حضرت سیدنا المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کا پوتا اور حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب رضی اللہ عنہ کا نواسہ ہے۔

★ ۱۳ اور ۱۴ ارامان کو ہائر سیکنڈری اور انٹرمیڈیٹ بورڈ آف سرگودھا کے منعقدہ ایتھلیٹکس کے مختلف مقابلہ جات میں طالبات جامعہ نصرت نے نمایاں پوزیشن حاصل کر کے "چیمپین شپ" کا اعزاز حاصل کیا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

★ ۱۳ ارامان کو بعد نماز عصر اُن تیرہ مشنری ڈاکٹر صاحبان کے اعزاز میں وسیع پیمانہ پر الوداعی تقریب کا اہتمام کیا گیا جو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے جاری فرمودہ پروگرام "آگے بڑھو" کے تحت طبی خدمات کے لئے مغربی افریقہ روانہ ہونیوالے تھے۔ اس تقریب میں ازراہِ شفقت حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بھی شریک ہوئے۔ اور باوجود ناسازیٔ طبع کے ایک گھنٹہ تک انہیں اپنے قیمتی ارشادات سے نوازا۔

★ ۲۳-۲۴-۲۵ ارامان کو جامعہ احمدیہ کے سالانہ تقریری مقابلہ جات اُردو، انگریزی اور عربی میں منعقد ہوئے۔ ۲۵ ارامان کو بعد نماز مغرب مکرم نسیم سیفی صاحب نے انعامات تقسیم فرمائے۔

★ مکرم مرزا لطف الرحمٰن صاحب مغربی افریقہ میں سوا چار سال تک فریضۂ تبلیغ ادا کرنے کے بعد واپس وطن تشریف لے آئے۔

★ ۲۶-۲۷-۲۸/امان کو ۵۲ ویں مجلس مشاورت کے اجلاس منعقد ہوتے رہے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بنفس نفیس اس میں شرکت فرمائی اور بیش قیمت نصائح اور زریں ہدایات سے نوازا۔ اس مشاورت میں پانچ صد سے زائد نمائندگان شریک ہوئے نیز کثیر التعداد مقامی و غیر مقامی زائرین نے بھی استفادہ کیا۔

★ ۲/شہادت (اپریل) کو مکرم سید جواد علی صاحب آٹھ سال تک امریکہ میں فریضۂ تبلیغ ادا کرنے کے بعد بذریعہ چناب ایکسپریس ربوہ تشریف لے آئے۔

★ ۲۹-۳۰/امان کو کالج کی بورڈ باسکٹ بال ٹیم نے انٹر زونل چیمپئن شپ کے مقابلوں میں نمایاں کامیابی حاصل کر کے بورڈ باسکٹ بال چیمپئن شپ کا خصوصی اعزاز حاصل کر لیا۔

★ ۱۱/شہادت کو مکرم مولوی نظام الدین صاحب مہمان اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے سیرالیون تشریف لے گئے۔

★ ۱۳/شہادت کو محترم چوہدری محمد شریف صاحب ادائیگی فریضۂ تبلیغ کے لئے بیرون پاکستان تشریف لے گئے۔

★ ۱۴/شہادت کو اللہ تعالیٰ نے محترم صاحبزادہ مرزا نعیم احمد صاحب کو تیسرا فرزند عطا فرمایا۔ نومولود حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا پوتا ہے۔

★ ہمارے ایک مخلص نومسلم بھائی مکرم عبدالعزیز صاحب فرہاگن آف ہالینڈ چھ سات ماہ ربوہ میں قیام کرنے کے بعد ۲۱/شہادت کو واپس اپنے وطن روانہ ہو گئے۔

★ مکرم ڈاکٹر احتشام الحق صاحب اہل افریقہ کی طبی خدمت کے لئے ۱۰/شہادت کو ہوائی جہاز کے ذریعہ گیمبیا کے لئے روانہ ہو گئے۔

دُعا اور اس کے آداب

(مکرم و محترم شیخ محمد حنیف صاحب امیر جماعت احمدیہ کوئٹہ نے ہماری درخواست قبول فرماتے ہوئے یہ مضمون تحریر فرمایا ہے۔ ادارہ ان کی اِس قلمی معاونت پر ممنون ہے ——— (ادارہ))

مَیں ترا در چھوڑ کر جاؤں کہاں؟
چینِ دل آرامِ جاں پاؤں کہاں؟
تیرے آگے ہاتھ پھیلاؤں نہ گر
کِس کے آگے؟ اور پھیلاؤں کہاں؟

(حضرت مصلح موعودؓ)

اَلدُّعَآءُ کے معنی نداء کے ہیں۔ مگر نداء کا لفظ صرف حروفِ نداء پر بولا جاتا ہے جبکہ اُن کے بعد مُنادیٰ مذکور نہ ہو۔ لیکن دُعا کا لفظ صرف اس وقت بولا جاتا ہے جب حرفِ نداء کے ساتھ منادیٰ بھی مذکور ہو۔ جیسے یَا فُلَانُ۔ ہاں کبھی یہ دونوں (دعا اور نداء) ایک دوسرے کی جگہ پر بھی بولے جاتے ہیں۔ مثلاً قرآن مجید میں ہے کَمَثَلِ الَّذِیْ یَنْعِقُ بِمَا لَا یَسْمَعُ اِلَّا دُعَآءً وَّنِدَآءً۔ مثال اُس شخص کی سی ہو کسی ایسی چیز کو آواز دے جو پکار اور آواز کے سوا کچھ نہ سُن سکے۔ اور کبھی دُعاء بمعنی تسمیہ (نام رکھنا) بھی آجاتا ہے۔ جیسے کہتے ہیں: دَعَوْتُ ابْنِیْ زَیْدًا۔ مَیں نے اپنے لڑکے کا نام زید رکھا۔

دَعْوَۃٌ کے معنی سوال یا مدد طلب کرنا کے بھی آتے ہیں۔ قرآن مجید میں ہے قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّکَ انہوں نے کہا اپنے رب سے درخواست کیجیے گا۔

نیز آیت کریمہ قُلْ اَرَءَیْتَکُمْ اِنْ اَتٰکُمْ عَذَابُ اللّٰہِ اَوْ اَتَتْکُمُ السَّاعَۃُ اَغَیْرَ اللّٰہِ تَدْعُوْنَ ج اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ○ بَلْ اِیَّاہُ تَدْعُوْنَ۔ (کافرو کہو) بھلا دیکھو تو اگر تم پر خدا کا عذاب آجائے یا قیامت آموجود ہو تو کیا تم ایسی حالت میں خدا کے سوا کسی اور کو پکارو گے؟ اگر سچے ہو تو بتاؤ۔ بلکہ صحیح تو یہ ہے کہ مصیبت کے وقت تم اللہ ہی کو پکارتے ہو (۶/۴۰-۴۱) یعنی یہاں تنبیہہ فرمائی ہے کہ مصیبت کے وقت اللہ تعالیٰ ہی سے گڑگڑا کر اور عاجزی کے ساتھ دعا کرتے رہو۔

قرآن کریم میں دُعا کا لفظ

قرآن مجید میں ہے۔ وَادْعُوا رَبَّکُمْ خَوْفًا وَّ طَمَعًا۔ یعنی خدا سے خوف کھاتے ہوئے اور امید رکھتے ہوئے دعائیں مانگتے رہا کرو۔ (۷-۵۶)

پھر فرماتا ہے وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَا رَبَّہٗ مُنِیْبًا اِلَیْہِ۔ کہ جب انسان کو تکلیف پہنچتی ہے تو اپنے رب کو پکارنے لگتا ہے اور دل سے اس کی طرف رجوع کرتا ہے۔

وَاللّٰہُ یَدْعُوْٓا اِلٰی دَارِ السَّلٰمِ ط۔ اور خدا سلامتی کے گھر کی طرف بلاتا ہے۔ (۱۰-۲۵)

طلب کے معنی میں بھی مستعمل ہے جیسے فرماتا ہے۔ وَلَکُمْ فِیْھَا مَا تَدَّعُوْنَ۔ اے اہل جنت تمہارے لئے تمہیں ہر مطلوبہ شئی دی جائے گی۔ جو بھی طلب کرو گے حاضر کر دیا جائے گا۔ (۴۱-۳۳)

دعا کے عام متعارف معنی میں بھی یہ لفظ آیا ہے جیسے فرمایا۔ وَاٰخِرُ دَعْوٰھُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

آئیے اب ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے دعا کی ماہیت اور فلاسفی سمجھ لیں۔ حضورؑ فرماتے ہیں:-

دُعا کی فلاسفی

"دعا کی ماہیت یہ ہے کہ ایک سعید بندہ اور اسکے رب میں ایک تعلق جاذبہ ہے یعنی پہلے خداوند تعالیٰ کی رحمانیت بندہ کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔ پھر بندہ کے صدق کی کششوں سے خدا تعالیٰ اس سے نزدیک ہو جاتا ہے اور دعا کی حالت میں وہ تعلق ایک خاص مقام پر پہنچ کر اپنے خواص عجیبہ پیدا کرتا ہے۔ سو جس وقت بندہ کسی سخت مشکل میں مبتلا ہو کر خدا تعالیٰ کی طرف کامل یقین اور کامل امید اور کامل محبت اور کامل وفاداری اور کامل ہمت کے ساتھ جھکتا ہے۔ اور نہایت درجہ کا بیدار ہو کر غفلت کے پردوں کو چیرتا ہوا فنا کے میدانوں میں آگے سے آگے نکل جاتا ہے پھر آگے کیا دیکھتا ہے کہ بارگاہِ الوہیت ہے اور اس کے ساتھ کوئی شریک نہیں۔ تب اس کی رُوح اس آستانہ پر سر رکھ دیتی ہے اور قوّتِ جذب جو اُسکے اندر رکھی گئی ہے خداوند تعالیٰ کی عنایات کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔ تب اللہ جلّ شانہٗ اس کام کے پورا کرنے کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور اس دعا کا اثر ان تمام مبادی اسباب پر ڈالتا ہے جس سے ایسے اسباب پیدا ہوتے ہیں جو اس مطلب کے حاصل ہونے کے لئے ضروری ہیں"

(برکات الدعا صٓ)

"ایک بچہ جب بھوک سے بیتاب

ہو کر دودھ کے لئے چلاتا اور چیختا ہے تو ماں کے پستان میں دودھ جوش مار کر آجاتا ہے۔ بچہ دعا کا نام بھی نہیں جانتا۔ لیکن اس کی چیخیں دودھ کو کیونکر کھینچ لاتی ہیں اس کا ہر ایک کو تجربہ ہے بعض اوقات دیکھا گیا ہے کہ مائیں دودھ کو محسوس بھی نہیں کرتیں مگر بچہ کی چلاہٹ ہے کہ دودھ کو کھینچ لاتی ہے تو کیا ہماری چیخیں جب اللہ تعالیٰ کے حضور ہوں تو وہ کچھ نہیں کھینچ کر لا سکتیں؟

(ملفوظات جلد اول صہ ۱۲۳)

"دعا کی ایسی ہی حالت ہے جیسے ایک زمیندار باہر جا کر اپنے کھیت میں ایک بیج بو آتا ہے۔ اب بظاہر تو یہ حالت ہے کہ اس نے اچھے بھلے اناج کو مٹی کے نیچے دبا دیا۔ اس وقت کوئی کیا سمجھ سکتا ہے کہ یہ دانہ ایک عمدہ درخت کی صورت میں نشو و نما پا کر پھل لائے گا..... مگر عقلمند زمیندار خوب سمجھتا ہے کہ اس کے پھل کا کونسا موقع ہے۔ وہ صبر سے اس کی نگرانی کرتا ہے اور غور و پرداخت کرتا رہتا ہے اور اس طرح پر وہ وقت آجاتا ہے کہ جب اس کو پھل لگتا ہے اور وہ پک بھی جاتا ہے۔ یہی حال دعا کا ہے اور بعینہٖ اسی طرح دعا نشو و نما پاتی ہے اور مثمر ثمرات ہوتی ہے۔ جلد باز پہلے ہی تھک کر رہ جاتے ہیں اور صبر کرنیوالے مآل اندیش، استقلال کے ساتھ لگے رہتے ہیں اور اپنے مقصد کو پا لیتے ہیں۔ یہ سچی بات ہے کہ دعا میں بڑے بڑے مراحل اور مراتب ہیں جن کی ناواقفیت کی وجہ سے دعا کرنے والے اپنے ہاتھ سے محروم ہو جاتے ہیں۔"

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

"تضرع اور زاری کے ساتھ مانگنا منجملہ مغزیات کے ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ دعا عبادات کا مغز ہے اور اس کا سبب یہ ہے کہ عبادات کا مقصود اظہار عبودیت ہے اور عبودیت تب ہی ہوتی ہے جب اپنی شکستگی اور حق تعالیٰ کی عظمت کو جانے! اور دعا میں یہ دونوں باتیں ہیں اور جس قدر تضرع اور زاری زیادہ ہو اسی قدر اچھا ہے۔ اور دعا میں آٹھ آداب کا خیال رکھے۔ اول یہ کہ دعا اچھے اوقات میں مانگے جیسے مثلاً عرفہ کا دن، رمضان المبارک، جمعہ، صبح یا آدھی رات کا وقت۔ دوسرا اسی طرح بڑے بڑے حالات کا بھی خیال رکھے۔ جیسے نمازیوں کے جہاد کرنے کا وقت، بارش کا وقت، نماز

فریضہ کا وقت، روزہ کی حالت میں اور ایسے وقت میں جب کہ دل پر رقّت ہو۔ کیونکہ ان تمام اوقات میں اللہ تعالیٰ آسمان کے دروازے کھول دیتا ہے۔

سوم دعا کے وقت دونوں ہاتھ بلند کرے اور جب دعا ختم کرے تو مُنہ پر اُٹھا لے۔ حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات نہایت کریم ہے اور یہ ناممکن ہے کہ ہاتھ اس کی طرف اُٹھائے اور وہ خالی واپس پھیرے! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص دعا مانگتا ہے وہ تین حالتوں سے خالی نہیں رہتا۔ یا تو اس کا گناہ معاف کر دیا جاتا ہے اور اسے کچھ نہ کچھ اس وقت حاصل ہو جاتا ہے یا مستقبل میں اسے کچھ چیز ملنے والی ہوتی ہے۔

چہارم جب دعا مانگے تو اس کی ناقبولیت کا خیال دل میں نہ لائے بلکہ اس کی اجابت کا پتہ رکھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں اس حالت میں دعا کرو جب تمہیں اس کی اجابت کا یقین ہو۔

پنجم دعا اسکی قبول ہوتی ہے جو نہایت خشوع و خضوع وزاری و حضورِ دل کے ساتھ کرتا ہے اور دعا کا تکرار کرتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جس شخص کا دل غافل ہو اس کی دعا قبول نہیں ہوتی ہے۔

ششم دعا میں عاجزی اور انکساری کا اظہار کرے اور دُعا کا تکرار کرے اور دُعا کرنا نہ چھوڑے اور یہ نہ کہے کہ میں نے بہت دعا کی ہے اور قبول نہیں ہوئی۔ کیونکہ دعا کے قبول ہونے کا وقت اور مصلحت اللہ بہتر جانتا ہے اور جب قبول ہو جائے تو یہ پڑھنا سُنّت ہے: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ بِنِعْمَتِہٖ تَتِمُّ الصَّالِحٰتُ اور جب اجابت میں دیر ہو جائے تو یہ کہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ۔

ہفتم دعا سے پہلے درود شریف اور تسبیح پڑھے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص دعا مانگے اسے مجھ پر پہلے درود بھیجنا چاہیئے کیونکہ ایسا کرنے سے دعا ضرور قبول ہوگی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات نہایت کریم ہے اور یہ ناممکن ہے کہ وہ ایک چیز کو قبول کرے اور ایک کو ردّ کرے۔

ہشتم یہ کہ دُعا سے پہلے توبہ کرے اور ظلم کے احاطہ سے باہر نکل آئے اور دل کو پورے طور پر اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرے کیونکہ بہت سی دُعائیں گناہوں کی ظلمت اور دل کی غفلت کی وجہ سے ردّ ہو جاتی ہیں۔"

حقیقتِ دُعا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام دعا کی حقیقت یوں بیان فرماتے ہیں :- "یہ سچی بات ہے کہ جب تک خدا کا فیض حاصل نہیں ہوتا تب تک دُنیا کی محبت کا طوق گلے کا ہار رہتا ہے اور وہی اس سے خلاصی پاتے ہیں جن پر خدا اپنا فضل کرتا ہے مگر یاد رکھنا چاہیئے کہ خدا کا فیض بھی دعا سے ہی شروع ہوتا ہے۔ لیکن یہ مت سمجھو کہ دعا صرف زبانی بک بک کا نام ہے بلکہ دعا ایک قسم کی موت ہے جس کے بعد زندگی حاصل ہوتی ہے۔ جیسے کہ پنجابی میں ایک شعر ہے ؎ "جو منگے سو مر رہے، مرے سو منگن جا"

دعا میں ایک مقناطیسی اثر ہوتا ہے۔ وہ فیض اور فضل کو اپنی طرف کھینچتی ہے یہ کیا دعا ہے کہ مُنہ سے تو اھدنا الصراط المستقیم کہتے رہے اور دل میں خیال رہے کہ فلاں سودا اس طرح کرنا ہے۔ فلاں چیز رہ گئی ہے۔ یہ کام یوں چاہیئے تھا۔ اگر اس طرح ہو جائے تو پھر یوں کریں گے۔ یہ تو صرف عمر کا ضائع کرنا ہے۔ جب تک انسان اللہ کی کتاب کو مقدم نہیں کرتا اور اسی کے مطابق عمل نہیں کرتا تب تک اسکی نمازیں محض وقت کا ضائع کرنا ہے۔ قرآن مجید میں تو صاف طور پر لکھا ہے قد افلح المؤمنون الّذین ھم فی صلوٰتھم خاشعون یعنی جب دعا کرتے کرتے انسان کا دل پگھل جائے اور آستانۂ الوہیت پر ایسے خلوص اور صدق سے گر جاوے کہ بس اسی میں محو ہو جائے اور سب خیالات کو مٹا کر اسی سے فیض اور اعانت طلب کرے اور ایسی یکسوئی حاصل ہو جائے کہ ایک قسم کی رقت اور گداز پیدا ہو جائے۔ تب فلاح کا دروازہ کھُل جاتا ہے جس سے دنیا کی محبّت ٹھنڈی ہو جاتی ہے کیونکہ دو محبتیں ایک جگہ جمع نہیں رہ سکتیں جیسے لکھا ہے :-

ہم خدا خواہی و ہم دنیائے دوں
ایں خیال است و محال است و جنوں

دُعا برائے حفظِ ماتقدم

نیز فرمایا :- "انسان کو چاہیئے کہ کسی مشکل میں پڑنے کے بغیر بھی دعا کرتا رہے۔ کیونکہ اسے کیا معلوم کہ خداوند تعالیٰ کے کیا ارادے ہیں اور کل کیا ہونے والا ہے۔ پس پہلے سے دعا کرو تا بچائے جاؤ۔ بعض بلا اس طور پر آتی ہے کہ انسان دعا کی مہلت ہی نہیں پاتا۔ پس پہلے اگر دعا کر رکھی ہو تو آڑے وقت میں کام آتی ہے۔" (ملفوظات جلد دہم صفحہ ۱۲۲-۱۲۳)

(باقی)

کچھ یادیں

(مرسلہ :- محترم میاں روشن دین صاحب صحابی - ربوہ)

خاکسار کی بیعت جیسا کہ بدر اور الحکم کے ریکارڈ سے بھی ثابت ہے اگست سنہ ۱۹۰۳ء کی ہے جس میں میرے بھائی بہنوں اور والدہ صاحبہ اور دادی صاحبہ کا نام بھی درج ہے۔ میرے والد صاحب حضرت حاجی محمد یوسف صاحبؓ اور میرے چچا حضرت میاں احمد الدین صاحبؓ اس سے قبل بیعت کر چکے تھے اور حضرت میاں احمد الدین صاحبؓ ہم میں سب سے پہلے احمدی مہاجر تھے جو قادیان میں ہجرت کر کے آ گئے۔ ہمارے گاؤں موضع پنڈی چری میں سب سے پہلے حضرت سید روشن علی شاہ صاحبؓ نے بیعت کی تھی۔ آپ حضرت مولانا جلال الدین صاحبؓ آف سید والہ جن کا نام نامی ۳۱۳ کے جلیل القدر صحابہ کرام میں ہے۔

حضرت سید روشن علی شاہ صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تبلیغ شروع کر دی۔ ان کا طریقہ تھا کہ ہر طرح کے کام کرنے والوں کی دکانوں پر چلے جاتے اور جو ٹریکٹ یا اخبار قادیان سے آتا اُسے اُن لوگوں کو سُناتے رہتے۔ ہمارے چچا صاحب اور والد صاحب کے پاس آ کر سُناتے تو ایک دن حضرت میاں احمد الدین صاحبؓ نے مخالفت کی۔ شاہ صاحب تو رو کر اُٹھ کھڑے ہوئے لیکن میرے والد صاحب حضرت حاجی میاں محمد یوسف صاحبؓ نے کہا کہ دیکھو میاں احمد الدین! مخالفت نہ کرو۔ زمانہ آ گیا ہے اور یہ شاہ صاحب ہمارے والد صاحب کے دوست ہیں اور یہ لوگ ہمارے سامنے اس انتظار میں تھے کہ اب مسیح موعود کا ظہور ہونے والا ہے۔ یہ سید صاحب ہیں۔ اُن کے اندر ریح ہے جو اِن کو رُلا رہا ہے۔ تم مخالفت نہ کرو خود جا کر حضورؑ کی زیارت کرو اور حالات سے ہمیں بھی اطلاع دو۔ چنانچہ حضرت چچا صاحب رضی اللہ عنہ قادیان گئے اور بیعت کر لی لیکن واپس نہ آئے اور خط لکھا کہ آپ کو تم بھی بیعت کر لو۔ والد صاحبؓ نے بھی جا کر بیعت کر لی۔

حضرت میاں احمد الدین صاحبؓ نے اپنا کاروبار قادیان میں ہی شروع کر لیا اور وہاں ہی انکی شادی پشاور کے ایک مہاجر میاں احمد جان صاحب بٹ کی لڑکی محترمہ چچی فاطمہ بیگم صاحبہؓ سے ہو گئی۔ وہ مجھے اور میری دادی صاحبہ کو اکثر قادیان لے جاتے اور دادی صاحبہ حضرت اُمّ المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس لنگر خانہ کی رضائیاں سینے کا کام کرتی رہتی تھیں جہاں چند اور معمر مستورات بھی ساتھ ہوتی تھیں

اور ہم وہاں ہی رہتے۔

ایک جلسہ سالانہ کا نظارہ بھی یاد ہے کہ شہر کے اندر بھی ہوا تھا اور کھلے میدان میں ہی صفوں پر بیٹھ کر سب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ کھانا بھی کھایا تھا۔

میرا بھائی نورالدین فوت ہو گیا تو میرے والد صاحب مجھے حضورؑ سے دعا کروانے کی خاطر قادیان لائے۔ نماز ظہر یا عصر کے بعد مجھے حضورؑ کی خدمت بابرکت میں پیش کیا تو حضورؑ نے فرمایا کہ یہ کس کا بچہ ہے؟ میرے چچا حضرت میاں احمد الدین صاحبؓ نے عرض کی کہ حضور یہ میرے بڑے بھائی میاں محمد یوسف صاحب کا بیٹا ہے حضور اس کی درازیٔ عمر کے لئے دعا فرمادیں۔ اس پر حضورؑ نے مجھے اپنے جسم مبارک کے ساتھ لگایا اور اپنا دستِ مبارک میری پشت پر پھیرا اور دوسرا دستِ مبارک دو دفعہ اٹھا کر فرمایا کہ "بڑا ہوگا، بڑا ہوگا"۔ حضورؑ کا دستِ مبارک اسی طرح اٹھتا ہوا مجھے اب بھی دکھائی دیتا ہے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

میرے چچا حضرت میاں احمد الدین صاحبؓ نے سنایا کہ ایک دفعہ حضرت مولانا نورالدین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں عرض کی کہ آپ حضور سے میری سفارش فرماویں کہ وہ میرے بھائی کے لئے دعا فرماویں۔ چنانچہ ایک دن مسجد مبارک کو آتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ نے حضورؑ کی خدمت میں عرض کی کہ حضور یہ میاں احمد الدین کئی دنوں سے میرے پیچھے پڑا ہوا ہے کہ میں اس کی سفارش کروں۔ یہ دعا کروانا چاہتا ہے کہ دعا بھی اپنے بھائی کے لئے کروانا چاہتا ہے۔ اس پر حضورؑ نے فرمایا کہ مولوی صاحب! بھائی کیلئے دعا کروانا یہ تو بہت ہی اچھی بات ہے۔

ایک دفعہ انہوں نے بتایا کہ کسی نے حضورؑ کی خدمت میں سوال کیا کہ ہم آپ پر درود کس طرح بھیجیں؟ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ:-

"آلِ محمدؐ میں ہم بھی آجاتے ہیں"۔

میاں احمد الدین صاحبؓ نے ذکر کیا کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بٹالہ تشریف لے جارہے تھے۔ ایک طرف میں تھا اور دوسری طرف حضرت بھائی عبدالرحمان صاحبؓ تھے، یکہ کے ساتھ ساتھ دوڑتے جاتے تھے۔ میں نے تھکان کم کرنے کے لئے یکہ کے پاس، پر ہاتھ رکھ دیا۔ اس پر یکہ والے نے چھانٹا میرے ہاتھ پر مارا۔ اس پر حضورؑ نے فرمایا (یکہ والے کا نام بھول گیا، غالباً عبدالغفار تھا) کہ "معلوم ہوتا ہے میاں احمد الدین تھک گئے ہیں ان کو بھی بٹھا لیں۔ چنانچہ یکہ والے نے حضورؑ کے ساتھ میاں احمد الدین صاحبؓ کو بھی بٹھا لیا۔

میرے والد صاحب حضرت میاں محمد یوسف صاحبؓ ایک دفعہ ایک اور شخص میاں نور محمد صاحب زرگر کو بیعت کی غرض سے قادیان لے گئے۔ ان دنوں خیال یہی ہے کہ وہ طاعون کے دن تھے اور ہم جلدی ہی واپس چلے گئے تھے۔

جب آپ نے بیعت کر لی تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے عرض کی کہ حضور ہم زرگری کا کام کرتے ہیں اور اب

بیعت کرکے توبہ کرلی ہے اور لوگوں کو خالص مال بنا کر دیتے
ہیں اور مزدوری زیادہ مانگتے ہیں تو لوگ کہتے ہیں تم پہلے
کی طرح ہی بنا کر دو، وہی مزدوری لو۔ کیا ان کے کہنے
پر ہم اس طرح کرلیں یا نہ۔ اس پر حضورؑ نے فرمایا کہ:-

"کھوٹ والا کام ان کے کہنے پر بھی ہرگز
نہ کریں۔ وہ لوگ تم کو گناہ کی ترغیب دلاتے
ہیں۔ برکت دینے والی اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔"

چنانچہ حضرت والد صاحبؓ نے اعلان کردیا کہ اب ہم
احمدی ہوگئے ہیں اور خالص سونا چاندی بنا کر دیں گے اور
فی الواقع اللہ تعالیٰ نے ان کے کام میں برکت ڈالی۔
الحمد للہ علیٰ ذالک۔

ملفوظات جلد ۵ صفحہ ۳۱۲ پر جو مندرجہ ذیل واقعہ
درج ہے۔ یہ میرے والد صاحب کا مذکورہ بالا واقعہ
ہی ہے۔ چنانچہ لکھا ہے:-

"سُنار اور کھوٹ

ایک زرگر کی طرف سے سوال ہوا کہ پہلے
ہم زیوروں کے بنانے کی مزدوری کم لیتے
تھے اور ملاوٹ ملا دیتے تھے اب ملاوٹ
چھوڑ دی ہے اور مزدوری زیادہ مانگتے
ہیں تو بعض لوگ کہہ دیتے ہیں کہ ہم مزدوری
وہی دیں گے جو پہلے دیتے تھے تم ملاوٹ
ملا لو ایسا کام ہم ان کے کہنے سے کریں
یا نہ کریں۔

حضورؑ نے فرمایا۔ کھوٹ والا کام
ہرگز نہیں کرنا چاہیئے اور لوگوں کو کہہ دیا
کرو کہ اب ہم نے توبہ کرلی ہے۔ جو ایسے
کہتے ہیں کہ کھوٹ ملا لو وہ گناہ کی رغبت
دلاتے ہیں۔ پس ایسا کام ان کے کہنے
پر بھی ہرگز نہ کرو۔ برکت دینے والا خدا
ہے اور جو آدمی نیک نیتی کے ساتھ ایک
گناہ سے بچتا ہے تو خدا ضرور برکت
دیتا ہے۔"

نوٹ:- یہ واقعہ اُس وقت کا ہے جب میرے والد
صاحب بیعت سے مشرف ہونے کے بعد دوسری
بار قادیان آئے تھے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ کے بعد
خلافتِ اولیٰ میں خاکسار کو حضرت خلیفۃ المسیح الاول
رضی اللہ عنہ کے پہلے درسِ قرآن کریم میں بھی شرکت کی
سعادت نصیب ہوئی ہے۔ پھر خلافتِ ثانیہ کا دور
بھی دیکھا اور اللہ تعالیٰ نے خلافتِ ثالثہ کی شان دیکھنے
کا موقعہ بھی عطا فرمایا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ
حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے مبارک ہاتھوں اسلام
کو دنیا پر غالب فرمائے اور اسلام کی فتح کا دن اپنی
آنکھوں سے دیکھ لیں۔ اور اللہ تعالیٰ میرا خاتمہ بالخیر
کرے۔ آمین ؛

پیشگوئی دربارہ مہاراجہ دلیپ سنگھ کیونکر پوری ہوئی؟

(مکرم عبد الرحمٰن صاحب شاکر ۔ ربوہ)

مہاراجہ رنجیت سنگھ ایک نہایت زیرک اور ہوشیار آدمی تھا۔ کم از کم دو باتیں انگریز قوم کے متعلق اس نے اچھی طرح سمجھ لی تھیں (۱) انگریز جو لدھیانہ تک آ گئے ہیں اور دوسری طرف پنجاب کو سندھ کی طرف سے گھیرے میں لینے کی کوشش کر رہے ہیں یہ خالی از علت نہیں اور ایک نہ ایک دن یہ اس کی سلطنت پر قبضہ کر لیں گے (۲) لاہور میں گرجا گھر بنانے کا مطالبہ کیا جائے گا۔

واقعات نے ثابت کر دیا کہ یہ دونوں خدشات درست تھے۔ ابھی دنوں چارلس مٹکاف سفارت لے کر قصور کے مقام پر حاضر ہوا تو رنجیت سنگھ نے کئی روز تک شرف ملاقات نہ بخشا۔ وہ بھی پیچھے پیچھے پھرتا رہا۔ آخر جب ملاقات ہوئی تو اس نے پہلے سے تیار کردہ ایک مسودۂ معاہدۂ دوستی پیش کیا کہ اس پر دستخط کر دیں۔ رنجیت سنگھ حیران ہوا کہ یہ کیا بات ہے۔ جب ہمارا تمہارا کوئی جھگڑا نہیں، کوئی اختلاف نہیں اور دوستی ہے تو یہ لکھنے پڑھنے کا کیا مقصد؟ مگر وہ اپنی بات پر قائم رہا۔ لیکن جب فقیر عزیز الدین صاحب نے عام فہم پنجابی میں سکھ درباریوں کو انگریز کے منشا سے باخبر کیا تو لکھا ہے کہ سکھ سرداروں نے انگریز کو بڑی فصیح و بلیغ پنجابی میں خوب گالیاں دیں۔ ("رنجیت سنگھ" مصنفہ خشونت سنگھ صفحہ ۲۱۱)

چنانچہ رنجیت سنگھ کی وفات تک انگریزوں سے دوستی قائم رہی لیکن رنجیت سنگھ کی آنکھ بند ہوتے ہی انگریزوں نے اس کے سب سے چھوٹے بیٹے کو عیسائی بنا لیا۔ اس وقت اس کی عمر ۹ سال تھی۔

مہاراجہ رنجیت سنگھ کا لڑکا کھڑک سنگھ اس کا جانشین ہوا۔ مگر بڑا الھڑ و بد دماغ آدمی تھا۔ چند روز بعد اسے قتل کر دیا گیا۔ اور جب اس کا لڑکا کنور نونہال سنگھ اپنے والد کی آخری رسوم ادا کر کے حضوری باغ کے سامنے والے دروازے میں (جو آجکل بھی خستہ حالت میں موجود ہے) سے اندر آ رہا تھا کہ اوپر سے ایک بہت بڑا وزنی پتھر گرا کر اسے ہلاک کر دیا گیا۔ نیا مہاراجہ شیر سنگھ (جو مشہور ہے کہ رنجیت سنگھ کا ہی بیٹا تھا) ۱۸ / نومبر ۱۸۴۰ء کو تخت نشین ہوا۔ شروع میں تو وہ بہت سادہ لوح اور صاف دل تھا مگر بعض مصاحبوں کی وجہ سے عیاش طبع اور ظالم ہو گیا۔ کچھ عرصہ بعد اسے بھی قتل کر دیا گیا۔ اس کا لڑکا پرتاپ سنگھ نہا دھو کر اپنے بال

سکھا رہا تھا کہ حاسدوں نے اُسے بھی قتل کر دیا۔ اب رنجیت سنگھ کا سب سے چھوٹا بیٹا دلیپ سنگھ جو نومبر ۱۸۳۸ء میں پیدا ہوا تھا اور بوقت تخت نشینی سات آٹھ برس کا بچہ تھا مہاراجہ تسلیم کر لیا گیا۔ اس کی ماں رانی جنداں سربراہ بنی۔ اُس وقت فوج اور ملک کی حالت کا اندازہ مندرجہ ذیل عبارت سے لگائیں جو سکھوں کے مشہور تاریخ دان گیانی گیان سنگھ اپنی کتاب تواریخ گورو خالصہ صفحہ ۶۶۲ پر لکھتا ہے:۔

"اُس وقت خالصہ فوج کا یہ حال تھا کہ اپنے تئیں بادشاہ سمجھتی تھی اور سوائے لوٹ مار اور غارت کے کسی کو دوسرا کام ہی نہ تھا۔ جس کو چاہتے تھے لوٹ لیتے تھے اور جسے چاہتے تھے چھوڑ دیتے تھے۔ کسی کی مجال نہ تھی کہ دم مار سکتا۔ فوج کا ہر سپاہی بادشاہ بنا پھرتا تھا۔ مردم آزاری اور دل آزاری کا بازار گرم تھا۔ جس گاؤں میں چلے جاتے تھے وہ اُجڑ جاتا تھا۔ جس بازار سے گزر جاتے تھے وہ خاک ہو جاتا تھا۔ اُسی وقت کا نام سکھا شاہی مشہور ہے۔"

پھر لکھتا ہے کہ:۔

"خالصہ فوج کی خودسری اور سرکشی سے ہر ایک کا ناک میں دم تھا۔ ہر شخص کو اپنی جان کی فکر تھی اور جو دن گزر جاتا غنیمت سمجھتے تھے" (صفحہ ۶۶۳)

اُدھر ستلج پار لدھیانہ میں بیٹھے انگریز سکھوں کا تماشا دیکھ رہے تھے۔ انگریزوں نے عملاً ستلج کے ساتھ ساتھ کے علاقے پر اپنا سکہ جما لیا ہوا تھا اور اردگرد کے کھڑوسلہ کو اپنی حفاظت میں لے لیا ہوا تھا۔ دارالخلافہ لاہور میں سخت بدامنی کی وجہ سے راجہ گلاب سنگھ ڈوگرہ خورد سال دلیپ سنگھ کو ہمراہ لیکر بمقام قصور لارڈ ہارڈنگ گورنر جنرل کے سامنے پیش ہوا اور رحم کی درخواست کی۔ انگریزوں نے منافقت سے کہا تو یہ کہا کہ ہم ایک دوست کی سلطنت تو نہیں لے سکتے مگر امن قائم کرنے کے لئے سکھ حکومت کی "امداد" ضرور کریں گے۔ مگر انگریزوں کی لغت میں "امداد" کے معنی کچھ اور ہی ہوتے ہیں۔ غرض گلاب سنگھ کو یقین دلا دیا کہ حکومت سکھوں کی ہی قائم رہے گی مگر چونکہ سکھوں نے انگریزی علاقے پر حملہ کر کے پہل کی ہے لہٰذا ہم ستلج اور بیاس کے درمیانی علاقہ پر قبضہ کرتے ہیں اور تم ڈیڑھ کروڑ روپیہ تاوانِ جنگ بھی ادا کرو۔ اس نے منت سماجت کر کے ۵۰ لاکھ روپیہ معاف کرا لیا۔ کمسن مہاراجہ نے بھی اپنی زبان سے رحم کی درخواست کی اور ۲۰ فروری سنہ ۱۸۴۶ء کو لارڈ ہارڈنگ خود لاہور آیا اور طے پایا کہ چونکہ حکومت سخت پریشان ہے، خزانہ خالی ہے، علاقے ویران ہیں، ایک کروڑ روپے کے عوض ہم جموں کشمیر اور لداخ لے لیتے ہیں۔ ۸ مارچ سنہ ۱۸۴۶ء کو یہ معاہدہ لکھا گیا۔

اس کے بعد سکھوں نے مہاراجہ دلیپ سنگھ کی طرف سے درخواست پیش کی کہ چونکہ خالصہ فوج سے دربار لاہور کو خطرہ محسوس ہو رہا ہے لہٰذا انگریزی فوج بطور تحفظ لاہور میں رکھی جائے۔ یہی بات انگریز دل سے چاہتے تھے اس پر

عہد نامہ کی تمام شرائط کا اعلان کمسن دلیپ سنگھ کی زبان سے کرایا گیا۔ جوابًا لاٹ صاحب نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ اگر اب سکھوں کی طرف سے ذرا بھی شرارت ہوئی تو پھر معاہدہ وغیرہ کچھ نہ سمجھنا اور ہم جو چاہیں گے کریں گے۔

۱۶؍مارچ کو یہ طے ہوا کہ انگریزی فوج کے اخراجات ۲۲ لاکھ روپے دربارِ لاہور ادا کرے گا۔ اس پر رانی جنداں نے سخت احتجاج کیا تو اسے سخت ملٹری پہرہ میں قلعہ شیخوپورہ میں قید کر دیا گیا۔ وہ عورت بڑی ہوشیار تھی اس نے وہاں بھی باہر کے سکھ سرداروں سے رابطہ پیدا کر لیا تو اسے بنارس بھجوا دیا گیا اور وہاں سے انگلستان، جہاں وہ ۱۸۶۳ء میں فوت ہو گئی۔

آخرکار ۲۹؍مارچ ۱۸۴۹ء کو تمام حکومت قلعہ لاہور کے شیش محل میں انگریزوں نے باقاعدہ طور پر اپنے ہاتھ میں لے لی۔ ایک دربارِ خاص منعقد کیا گیا۔ سید رجب علی میر منشی گورنر جنرل نے اٹھ کر اعلان پڑھا کہ مہاراجہ دلیپ سنگھ کو معزول کیا جاتا ہے اور سکھ حکومت کو مملکتِ برطانیہ میں شامل کیا جاتا ہے۔ خطابِ مہاراجگی قائم رہے گا۔ ۵ لاکھ روپیہ سالانہ پنشن دی جائے گی وغیرہ۔ اس پر تمام سکھ سردار بچوں کی طرح بلک بلک کر رونے لگ گئے اور رنجیت سنگھ کی تمام محنت بیکار ہو گئی۔

چند روز بعد دلیپ سنگھ کو پہلے پشاور کی طرف بھجوا دیا گیا تاکہ اس کو دیکھ کر سکھ قوم کے جذبات بھڑک نہ اٹھیں۔ پھر فتح گڑھ یوپی بھجوایا اور آخرکار ۱۸۵۴ء میں انگلستان بھجوا دیا۔

انگریزی حکومت کے نفوذ کے ساتھ ہی چرچ مشنری سوسائٹی نے اپنا کام تندہی سے شروع کر دیا تھا۔ سر جان لارنس خود اس کا مربی تھا اور اپنی گرہ سے ۵۰۰ روپے چندہ دیا کرتا تھا اور خواہشمند تھا کہ سکھ سلطنت کے خاتمہ پر پنجاب میں عیسائیت پھیل جائے۔ ۱۸۵۳ء میں امرتسر میں پہلا مشن سکول قائم کیا گیا جہاں پر دلیپ سنگھ بھی پڑھا کرتا تھا۔ انگریز افسران اور پادریوں کے اثر کے تحت دلیپ سنگھ نے عیسائیت قبول کر لی۔

چنانچہ مہاراجہ دلیپ سنگھ جب انگلستان گیا تو ملکہ وکٹوریہ کی خدمت میں بھی حاضر ہوا۔ ملکہ اس کی شخصیت سے بہت متاثر ہوئی اور اسی جذبہ نے اسے مجبور کیا کہ وہ لارڈ ڈلہوزی گورنر جنرل کو یہ خط لکھے جس کا ترجمہ درج ذیل ہے:۔

بکنگھم پیلس
۲۴؍جولائی ۱۸۵۴ء

.... ملکہ لارڈ ڈلہوزی کو بتانا چاہتی ہے کہ وہ دلیپ سنگھ سے مل کر کس قدر خوش ہوئی ہے۔ میرے جذبات ملے جلے سے ہیں۔ ایک طرف تو تکلیف اور ہمدردی کے جذبات ہیں اور دوسری طرف یہ کہ یہ نوجوان جس کو ہماری افواج نے مغلوب کر لیا، وہ تخت و تاج سے محروم کر دیا گیا حالانکہ اس غریب کا کوئی قصور نہ تھا۔ اس کی جوانی، عمدہ کیریکٹر

اور اس کے تیکھے نقش اور سب سے بڑھ کر یہ کہ یہ نوجوان اپنے آبائی مذہب کو ترک کر کے اب عیسائی ہو چکا ہے، ہماری ہمدردی کو کھینچتے ہیں۔ ہمیں اس کو دوست بنانا چاہیئے اور اس کی حفاظت کرنی چاہیئے۔۔۔۔"

(بحوالہ لیٹرز آف کوئین وکٹوریا جلد سوم صفحہ ۴۹)

اس کے علاوہ بھی ملکہ وکٹوریہ نے دلیپ سنگھ کے بارے میں دو تین خطوط میں اس کے لئے ہمدردی کا اظہار کیا اور بہتری کے خیال سے کچھ تجاویز بتائیں اور "فرزند دلبند" کا خطاب بھی عطا فرمایا۔ کیونکہ مہاراجہ موصوف ملکہ وکٹوریہ کے منظور نظر تھے۔

مگر خدائی تقدیر کچھ اور ہی تھی۔ خدا تعالیٰ نے اپنی کسی خاص مصلحت کی بناء پر اس کے لئے ذلت اور تکلیف مقدر کر دی تھی جو پوری ہو کر رہی۔

واقعہ یوں ہوا کہ دلیپ سنگھ کے بعض رشتہ داروں نے اس سے خط و کتابت شروع کر دی اور اسے لکھا کہ کبھی پنجاب آؤ اور درشن دے جاؤ۔ اس کے دل میں بھی خیال ہوا کہ چلو اپنے وطن ہو آئیں چنانچہ اس کی ماں رانی جنداں کے ایک عزیز سردار سنت سنگھ نے اسے خط لکھا جس کا جواب حسب ذیل ہے:

ترجمہ:-

ایلوڈن ہال
تھیٹ فورڈ سفک

میرے پیارے سردار سنت سنگھ

آپ کا خط وصول کر کے مجھے بیحد خوشی ہوئی۔ آپ نے جو اپنی خدمات میرے لئے پیش کی ہیں ان کے لئے میں تہ دل سے ممنون ہوں مگر مجھے کسی چیز کی حاجت نہیں ہے۔ چونکہ برٹش گورنمنٹ میرے ساتھ انصاف سے انکاری ہے لہذا میں ۱۶ دسمبر کو انگلستان چھوڑ دوں گا اور خاموشی سے دہلی میں رہائش اختیار کروں گا کیونکہ اب میں بہت غریب ہو چکا ہوں۔

اپنی مرحومہ اماں کے رشتہ دار سے مل کر مجھے بہت خوشی ہوئی ہے۔

جیسا کہ آپ نے سن لیا ہوگا کہ میں نے پھر سے آبائی مذہب قبول کر لیا ہوا ہے۔ میں آپ کو "واہ گورو جی دی فتح" کہہ کر سلام عرض کرتا ہوں۔

۷ اکتوبر ۱۸۸۵ء   دلیپ سنگھ

مہاراجہ دلیپ سنگھ نے برٹش حکومت سے اپنی سلطنت کے عوض بہت سارے مطالبات پیش کئے تھے اور متعدد درخواستیں زیر غور تھیں مگر جیسا کہ اس قوم کی عادت ہے وہ ٹال مٹول کرتے تھے۔ ان تمام باتوں سے دل برداشتہ ہو کر وہ واپس وطن آنا چاہتے تھے اور عیسائیت قبول کرنے کے باوجود بھی ان کا کچھ لحاظ نہ ہوا اسلئے وہ ان لوگوں سے سخت متنفر

ہو گئے تھے۔

اُوپر والا خط مہاراجہ نے اکتوبر ۱۸۸۵ء میں لکھا کہ وہ واپس وطن آرہے ہیں مگر خدا تعالیٰ کی مشیت کچھ اور تھی۔

چنانچہ نومبر ۱۸۸۵ء میں حضرت میاں جمال الدین صاحب سیکھوانی حضرت اقدس امام الزمان مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام کی ملاقات کے لئے قادیان گئے۔ اُن کا اپنا بیان ملاحظہ ہو:۔

"یہ خاکسار در ماہ نومبر ۱۸۸۵ء کو واسطے ملاقات جناب مرزا صاحب موصوف کے گیا اور اسی روز منجانب اللہ بابت مہاراجہ دلیپ سنگھ کے منکشف ہوا تھا وہ میرے پاس اور نیز کئی آدمی جو اُس وقت موجود تھے ظاہر کیا کہ یہ لوگ آمدن دلیپ سنگھ کے (باعث) سرور خوشی کر رہے ہیں یہ ان کو سرور حاصل نہ ہوگا۔ مجھ کو خدا کی طرف سے ظاہر ہوا ہے کہ جب وہ آئے گا بہت شدائد و مصائب اُٹھائے گا بلکہ یہاں تک کہ اُس وقت مرزا صاحب نے فرمایا کہ اس کی لاش ایک صندوق میں مجھے دکھلائی گئی ہے۔"

(رجسٹر روایات صحابہ ۴ صفحہ ۱۵۵ و تذکرہ صفحہ ۱۳۷ طبع دوم)

نیز حضرت اقدس نے اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں بھی لکھا کہ:۔ دلیپ

"ایک ایسی امیر نووارد پنجابی الاصل کی نسبت بعض متوحش خبریں جو کسی کے ابتلاء اور کسی کی موت و فوت اعزہ وغیرہ پر دلالت کرتی ہیں ...... منجانب اللہ منکشف ہوتی ہیں۔"

(تذکرہ صفحہ ۱۳۷ طبع دوم)

اسی طرح حضرت مسیح پاک علیہ السلام نے کتاب "شحنۂ حق" صفحہ ۵۶ پر اپنی پیشگوئیوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:۔

"دلیپ سنگھ کی نسبت پیش از وقوع ان کو (لالہ شرمپت کو) بتلایا گیا کہ مجھے کشفی طور پر الہام ہوا ہے کہ پنجاب کا آنا اس کے لئے مقدر نہیں۔ یا تو یہ مرے گا اور یا ذلت اور بے عزتی اُٹھائے گا اور اپنے مطلب سے ناکام رہے گا۔"

اور یہ پیشگوئی حضرت اقدس نے اُس وقت کی تھی جب سارے پنجاب میں اس کی آمد کا چرچا اور شور مچا ہوا تھا چنانچہ جب مہاراجہ دلیپ سنگھ صاحب سفر کرتے ہوئے عدن پہنچے تو گورنمنٹ آف انڈیا نے برٹش گورنمنٹ کی ہدایات کے ماتحت اُن کو آگے بڑھنے سے روک دیا۔ گیانی گیان سنگھ نے لکھا ہے کہ:۔

"گورنمنٹ آف انڈیا کو اس کا عام چال چلن مشتبہ نظر آیا۔ اس وجہ سے نے عدن سے واپس انگلینڈ جانے کا

حکم ہوا۔"

(تواریخ گورو خالصہ صفحہ)

نیز اس لئے کہ گورنمنٹ نے سوچا ہوگا کہ اگر دلیپ سنگھ پنجاب گیا تو سکھوں کے سوئے ہوئے جذبات بھڑک اُٹھیں گے اور عین ممکن ہے کہ یہ قوم بغاوت کر دے اور تمام امن برباد ہو جائے۔ بہر حال خدا کی مشیّت یہ تھی کہ مہاراجہ دلیپ سنگھ وطن نہ آئیں۔

مہاراجہ دلیپ سنگھ نے اپنی خواہش کی تکمیل یوں کر لی کہ عدن کے سکھوں کو بلوا کر "پوہل" لے لیا۔ یعنی دوبارہ سکھ مذہب قبول کر لیا۔ جب جہاز مغربی فرانس کی بندرگاہ مارسیلز پہنچا تو دلیپ سنگھ وہاں سے پیرس ہوتا ہوا زارِ روس کے پاس چلا گیا مگر وہاں زار نے اُسے مُنہ نہ لگایا اور آخر کار خجل خوار ہو کر واپس انگلستان آیا۔ ملکہ وکٹوریہ سے ملنے گیا تو اُس نے ملاقات ہی نہ کی۔ اُسے غصہ یہ تھا کہ اُس نے عیسائیت کیوں ترک کی۔ آخر بڑی مشکل سے شرفِ ملاقات بخشا مگر پرانی توجہ نہ ہوئی۔ پھر دلیپ سنگھ نے پارلیمنٹ میں دی ہوئی درخواستیں بھی واپس لے لیں مگر ملکہ نے کوئی توجہ نہ دی۔

مہاراجہ دلیپ سنگھ کی غیر حاضری میں اس کی مصری نژاد وفا شعار بیوی نے خاوند کی جدائی سے متاثر ہو کر بندرگاہ ڈوور کے قریب سمندر میں چھلانگ لگا کر خودکشی کر لی۔

غرضکہ خدا کا فرمان جو اس کے پیارے مسیح کی زبان سے جاری ہوا تھا ہر طرح سے پورا ہوا۔ دلیپ سنگھ کو وطن دیکھنا نصیب نہ ہوا۔ ذلت اور بے عزتی ہوئی۔ اعزہ کی وفات کے سلسلہ میں بیوی فوت ہو گئی اور ہر طرح ناکام رہا۔ اور یہی الہام کا مفہوم تھا۔

دلیپ سنگھ کی ایک لڑکی بھبا دلیپ سنگھ نے لاہور میڈیکل کالج کے پرنسپل ڈاکٹر کرنل سدرلینڈ سے شادی کر لی تھی۔ کرنل صاحب نے حضرت مسیح موعود کو آخری بیماری میں دیکھا تھا اور علاج معالجہ کیا تھا اور انہی کی تصدیق پر انگریز سٹیشن ماسٹر لاہور نے حضورؑ کی نعش کو گاڑی میں لے جانے کی اجازت دی تھی ٭

قرارداد تعزیت بر وفات ڈاکٹر عبدالرحمٰن صاحب کاٹھی کراچی

مجلس خدام الاحمدیہ کراچی کے اجلاس منعقدہ ۲۲ اپریل میں مندرجہ ذیل قرارداد تعزیت متفقہ طور پر منظور کی گئی۔

"اراکین مجلس عاملہ و کارکنانِ خدام الاحمدیہ کراچی کو مکرم ڈاکٹر عبدالرحمٰن صاحب احمدی کاٹھی کی وفات پر دلی صدمہ و رنج ہوا۔ مکرم ڈاکٹر صاحب مرحوم ہمارے قائد محترم نعیم احمد خانصاحب کے خسر تھے۔ مرحوم گوناگوں صفات کے مالک تھے۔

جماعت احمدیہ کے خلاف سنہ ۱۹۵۳ء میں کراچی کے پُرخطر حالات میں مرحوم نے جس جوانمردی اور بلند حوصلگی کا مظاہرہ فرمایا وہ اس بات کا بیّن ثبوت ہے کہ آپ جماعت احمدیہ کے لئے مضبوط تھے۔ آپ کے مطلب پر "ڈاکٹر اے۔ آر۔ احمدی" کا بورڈ سخت مخالفانہ حالات میں بھی آویزاں رہا۔ مرحوم بیماری سے پہلے عرصہ دراز تک حلقہ جیکب لائن کے پریذیڈنٹ رہے اور پیرانہ سالی میں خوب کام کرتے رہے۔ ہم ڈاکٹر صاحب مرحوم کے جملہ لواحقین کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اعلیٰ علیین میں جگہ دے اور آپ کے لواحقین کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔ آمین ٭

شاعری کا اسلامی نقطۂ نظر!

(مکرم محمد زکریا صاحب بی۔ اے، ایل ایل بی کراچی)

شاعری انسان کے لطیف احساسات کی ترجمانی کا نام ہے۔ خدا تعالیٰ نے انسان کو حساس بنایا ہے۔ اور ہر وہ چیز، واقعہ یا کوئی خیال جس سے اس کے احساس میں جنبش پیدا ہو اس کا نام ہی شاعری ہے۔ آپ اپنی ہتھیلی پر گلاب کا نرم و نازک سُرخ پھول رکھ کر غور کریں تو آپ کو احساس ہو گا کہ واقعی یہ فطرت کا کمال ہے کہ اس نے گلاب سا خوبصورت پھول بنایا۔ اور جب ہتھیلی کی بھینی بھینی خوشبو آپ محسوس کرتے ہیں تو آپ کا دل مچل اُٹھتا ہے، آپ کے خیالات میں تلاطم پیدا ہو جاتا ہے کہ آپ اپنے خیالات منظوم رنگ میں کہہ دیتے ہیں۔ غرضیکہ شاعری کو دلی خیالات کے اظہار کا منظوم ذریعہ بھی کہا جا سکتا ہے۔

شعر کی افادیت سے کس کو انکار ہو سکتا ہے؟ جبکہ شاعری یاس و ناامیدی کی گھٹاؤنی سیاہ چادر کو تار تار کر دیتی ہے۔ اور شاعری انسان کے ساتھ ہی اس دنیا میں آئی تھی، اور قائم رہے گی جب تک صفحۂ ہستی پر وجودِ انسان قیام پذیر ہے۔

حضرت رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثتِ مبارکہ سے قبل عرب میں شاعری کا رواج عام تھا اور شعراء تصورات کے میدانوں کے "جرنیل" تھے، ہر طرف شاعری کا دَور دَورہ تھا۔ چنانچہ فطرتی طور پر جب حضور رسول مقبولؐ مبعوث ہوئے اور قرآن کی شیریں آیات اور میٹھی تعلیمات لوگوں کے کانوں میں رس گھولنے لگیں تو انہوں نے قرآن کو بھی شاعری پر محمول کیا مگر قرآن پاک نے اس کی سختی سے تردید کی۔ فرمایا:۔

وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ ۚ قَلِيلًا مَّا تُؤْمِنُونَ ۝

کہ یہ کسی شاعر کا کلام نہیں مگر افسوس تم میں سے بہت تھوڑے ایمان لاتے ہیں۔

یہاں طبعاً سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا شعر کہنا مکروہ ہے؟ ــــ اصل بات یہ ہے کہ شعر واقعی غیر مفید، لغو اور مکروہ خیال کیا جاتا ہے جبکہ انسان کو عمل کے میدان سے نکال کر فقط تصورات کی گھا ٹیوں میں بھٹکائے رکھتا ہو جو معاشرہ کے لئے کسی طور پر مفید نہیں ہو سکتا۔ اس لئے قرآن نے اس کی تردید کی۔ ارشاد ہوتا ہے:۔

وَالشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُنَ ۔ اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ فِيْ كُلِّ وَادٍ يَّهِيْمُوْنَ ۔ وَاَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ

مَا لَا یَفْعَلُوْنَ۔ (سورۃ الشعراء)

کہ شعراء کی جماعت ایسی ہوتی ہے کہ ان کے پیچھے چلنے والے گمراہ ہی ہوتے ہیں۔ کیا تو نہیں دیکھتا کہ وہ ہر وادی میں بے مقصد پھرتے ہیں۔ اور وہ ایسی باتیں کہتے ہیں جو کرتے نہیں۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ زیر آیت ہذا تفسیر صغیر میں فرماتے ہیں:۔

"شاعروں کے کلام کسی ایک مضمون کے متعلق نہیں ہوتے بلکہ جو مضمون بھی ذہن میں آجاتا ہے اس کو اپنی نظم میں باندھ دیتے ہیں۔ اصل مقصود ان کے مضمون کی ترتیب نہیں ہوتی بلکہ ایک قسم کے ردیف قافیوں کو اکٹھا کرنا ہوتا ہے۔"

چنانچہ اس چیز کا احساس ہم اپنی آئے روز کی زندگی میں دیکھتے ہیں کہ شاعر مختلف طبیعتوں کو خوش کرنے کے لئے کبھی اِدھر کی بات کرتے ہیں اور کبھی اُدھر کی۔ اُن کے سامنے کوئی متعین مقصد نہیں ہوتا بلکہ جو ذہن میں آتا ہے اس کو کہنا شروع کر دیتے ہیں۔ چنانچہ اکثر شعراء کا کلام قرآن پاک کی آیت فِیْ کُلِّ وَادٍ یَّھِیْمُوْنَ کا نظارہ پیش کرتا ہے۔ مثلاً اپنے تصوراتی محبوب کے بارہ میں کہتا ہے کہ میں اس کے فراق میں مر رہا ہوں حالانکہ زندہ، بقائمی ہوش و حواس اور اچھی بھلی زندگی بسر کر رہا ہوتا ہے۔

مختصر یہ کہ شاعروں کا مقصد لوگوں کے جذبات کو اُبھارنا ہوتا ہے۔ وہ عاشق کو بھی خوش کرتے ہیں اور معشوق کی بھی دل آزاری نہیں کرتے۔ غریبوں کے لئے شعر کہتے ہیں کہ تعریف ہوگی اور امیروں کے لئے قصائد کہتے ہیں کہ پیسہ ملے گا۔ اِس مقصد کے لئے ہر وادی میں ان کو سرگرداں پھرنا ہوتا ہے ——— نیز اکثر شاعروں کے قول و فعل میں بھی تضاد ہوتا ہے۔ وہ دوسروں کو تو اخلاقِ حسنہ کا درس دیتے ہیں مگر خود

"رہنے دو ابھی ساغر و مینا میرے آگے"

کی خواہش کرتے ہیں۔

قرآنی تعلیم کے مطابق پسندیدہ شاعر وہی ہے جو ایک مقصود سامنے رکھے ہوئے ہو۔ اور وہی بیان کرے جس پر وہ خود بھی عمل پیرا ہو۔ حق و صداقت کا دامن نہ چھوڑے اور اپنی تعریف و توصیف میں کذب بیانی سے پرہیز کرے۔ اسی وجہ سے قرآن کریم نے شعراء کو ناپسند فرمایا ہے کہ اپنے بارہ میں یا اپنے ممدوح کے بارہ میں ایسے الفاظ اور ایسی باتیں منسوب کر دیتے ہیں جو فی الواقع موجود نہیں ہوتیں۔ قرآن اس شاعری کو قطعاً مسترد نہیں کرتا جو انسان کے لئے موجب ہدایت ہو اور عمل صالح کی طرف راغب کرے اور اس کے اندر زندگی کی روح پھونک دے۔ ہمارے اس موقف کو اس چیز سے بھی تقویت ملتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بھی تو شاعر تھے جن میں سے حضرت لبیدؓ بہت اچھے شاعر تھے۔ حتیٰ کہ آنحضرتؐ نے تو امراء القیس کی بھی تعریف کی اور شاعروں کا شاعر قرار دیا۔ اسی طرح دوسرے شعراء میں حضرت حسانؓ بن ثابت، عبداللہؓ بن رواحہ

(باقی صفحہ ۳۴ پر)

افغانستان سیاحت کے نقطۂ نگاہ سے

(۲)

(مکرم مرزا نصیر احمد صاحب۔ ربوہ)

خرید و فروخت:۔ مختلف قسم کے قدیم اور جدید نمونوں کے افغانی قالین، قراقلی، افغان پوستین، فر لگے ہوئے کوٹ اور جیکٹ، روایتی افغانی جوتے، زرنگاری کی ہوئی ٹوپیاں، واسکٹیں، ہاتھ کی بنی ہوئی ریشمی چادریں اور ملبوسات، استالف کے برتن، چاندی کے بنے ہوئے مقامی طرز کے زیورات، قدیمی بندوقیں، آثار قدیمہ کی چیزیں اور اسی طرح کی بے شمار دوسری اشیاء مسافروں کی توجہ اپنی طرف کھینچ لیتی ہیں اور خریدنے پر مجبور کر دیتی ہیں۔

سڑکیں:۔ سڑکیں بچھانے کا کام افغانستان میں ہر وقت پورے زور پر ہوتا رہتا ہے۔

۱۔ ایران آتے ہوئے ایک سڑک اسلام سے ہرات کو آتی ہے جو ۱۹۶۶ء میں مکمل ہوئی ہے۔ جو ۲۵ کلومیٹر لمبی ہے۔ ہرات سے براستہ قندھار غزنی ایک سڑک کابل جاتی ہے جو تمام کی تمام پختہ اور بہترین نمونہ تعمیر ہے۔

۲۔ دوسری پختہ سڑک پشاور سے آتی ہے اور طورخم سے گزر کر جلال آباد سے گزرتی ہوئی کابل آتی ہے۔ یہ بھی نہایت ہموار اور پختہ اور عمدہ سڑک ہے۔

۳۔ کابل سے کنروز۔ جو درہ سالنگ (کوہ ہندوکش) سے گزرتی ہے اور تمام کی تمام پختہ سڑک ہے۔

۴۔ پل خمری سے مزار شریف کو ایک سڑک جاتی ہے جو سنہ ۱۹۶۶ء میں مکمل ہوئی ہے۔ نقشہ میں ان چاروں سڑکوں کو موٹی لکیر کے ذریعہ واضح کیا گیا ہے۔ یہ چاروں افغانستان کی بہترین سڑکیں ہیں۔

افغانستان میں سڑک کے دائیں طرف ڈرائیونگ کی جاتی ہے۔ (پاکستان میں Keep to the left کا اصول ہے۔

آب و ہوا:۔ افغانستان آب و ہوا کے لحاظ سے بہت ہی صحت افزا ملک ہے جس کا موسم سارا سال خوشگوار رہتا ہے۔ سال بھر کی بارش کی اوسط ۱۰ انچ کے قریب ہے۔ سال بھر کے دوران درجہ حرارت کی اوسط مندرجہ ذیل ہے:۔

بہار۔ (مارچ، اپریل، مئی) 12-13C.55F.
گرما۔ (جون، جولائی، اگست) 26-27C.80F.
خزاں۔ (ستمبر، اکتوبر، نومبر) 10-12C.50F.
سرما۔ (دسمبر، جنوری، فروری) 7C.-20F.

موسم گرما اور خزاں (یعنی جون سے نومبر تک) مطلع روزانہ صاف ہوتا ہے اور دھوپ چمکتی ہے موسم سرما میں بالعموم ہفتہ میں ایک بار برفباری ہو جاتی ہے۔ مارچ اور اپریل دو ماہ میں خوب بارشیں ہوتی ہیں۔ وسط مئی سے لے کر اواخر نومبر تک موسم انتہائی خوشگوار ہوتا ہے اور سیاحت کے لئے عمدہ۔ جن میں سے دو ماہ ستمبر اور اکتوبر بہترین موسم کے مالک ہوتے ہیں۔ کیونکہ انہی مہینوں میں پھلوں کی بھی کثرت ہوتی ہے جن میں انگور اور گرمے سرفہرست ہوتے ہیں۔

کھیلیں:۔ افغانستان میں سب سے زیادہ مقبول ترین کھیل بزکشی ہے جو افغانستان میں گھڑ سواری کے لئے ایک معیار سمجھی جاتی ہے۔ عموماً شمالی علاقہ کے لوگ اس کھیل میں مہارت رکھتے ہیں۔ کھیل کا طریق یہ ہے کہ ایک جگہ زمین پر ایک دائرے کے اندر ایک بکروٹا ذبح کر کے رکھ دیا جاتا ہے۔ جس کے چاروں طرف دائرہ سے باہر گھڑ سوار کھڑے ہو جاتے ہیں۔ جونہی ریفری کی طرف سے اشارہ ملتا ہے گھڑ سوار تیزی سے اس بکروٹے کی طرف لپکتے ہیں۔ ہر ایک کی کوشش ہوتی ہے کہ اس کو پہلے اٹھائے۔ جو سوار اس کو پہلے اٹھانے میں کامیاب ہو جائے وہ اس کو (بشرطیکہ دوسرے حریفوں سے بچا رہے) لے کر ایک مقررہ جگہ پر پہنچتا ہے اور وہاں سے واپس لا کر پھر اسی دائرہ میں رکھتا ہے۔ یہ فاصلہ اندازاً ۴۰۰ سے ۵۰۰ گز تک ہوتا ہے لیکن اس دوران دوسرے گھڑ سواروں کی طرف سے وہ بکروٹا اس سے چھیننے کے لئے حملے برابر جاری رہتے ہیں۔ پھر ان میں سے جو کامیاب ہو جائے وہ بہترین بزکش کا خطاب حاصل کرتا ہے۔

بزکشی کے علاوہ فٹ بال، کشتی، ہاکی، گاف بھی افغانستان کی محبوب گیمیں ہیں

مچھلی اور دوسرے جانوروں کا شکار

افغانستان کے پہاڑوں میں عموماً ہکیں، مارخور، اڑیال کے علاوہ ہرنوں کی دوسری اقسام کا شکار کثرت سے ملتا ہے۔ شکار کے لئے افغان ٹورسٹ بیورو سے رابطہ قائم کر کے انتظامات میں سہولت حاصل ہو سکتی ہے۔ اسی طرح افغانستان کے دریاؤں اور شمالی ہندوکش کے سلسلہ ہائے کوہ میں واقع جھیلوں میں عمدہ ٹراؤٹ مل جاتی ہے۔

تعطیلات

تمام افغانستان میں جمعہ کے روز تعطیل ہوتی ہے جس دن تمام سرکاری اور تعلیمی ادارے بند ہوتے ہیں۔

مذہبی تعطیلات عربی کیلنڈر کے مطابق ہوتی ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں :-

۱- یکم رمضان (ایک دن)

۲- عیدالفطر (تین روز)

۳- عید قربان - دسویں ذوالحجہ کو (چار روز)

۴- عید میلاد النبی - ۱۲ ربیع الاول (ایک روز)

۵- یوم عاشورہ - دسویں محرم (ایک روز)

قومی اور بین الاقوامی تعطیلات

۱- ۲۱ مارچ - افغان کیلنڈر کے لحاظ سے سالِ نو کا پہلا دن - اس کو نوروز کہا جاتا ہے - عرفِ عام میں اس کو کسانوں کا دن کہا جاتا ہے اس روز میلے منعقد کئے جاتے ہیں - جس میں قومی رنگینیوں کے پروگرام، قومی ناچ اور اونٹوں کی لڑائی وغیرہ شامل ہوتے ہیں -

۲- اگست کا آخری ہفتہ - جشنِ آزادی جس کو اصطلاح میں جشنِ استقلال کہا جاتا ہے - اس موقع پر ایک بین الاقوامی میلے کا اہتمام کیا جاتا ہے جس میں ہر ملک اپنی اپنی صنعت اور دستکاری کے نمونے اپنے سٹالوں پر رکھتا ہے - یہ جشن سات روز دن رات متواتر جاری رہتا ہے -

۳- یکم ستمبر - پختونستان ڈے - اس روز پختونستان کا جشن ہوتا ہے اور تمام اداروں میں تعطیل ہوتی ہے - اس جشن کو بڑے ہی اہتمام سے منایا جاتا ہے جس قدر دلچسپی اس جشن میں لی جاتی ہے جشنِ استقلال میں اتنی نہیں لی جاتی -

۴- ۱۴ اکتوبر - ہز میجسٹی شاہ افغانستان کا یوم ولادت - اس موقع پر کابل میں بزکشی کا پروگرام منعقد کیا جاتا ہے -

انشورنس

کسی قسم کی انشورنس کے لئے افغان انشورنس کمپنی، پوسٹ آفس بکس ۲۲۹ کابل سے رابطہ قائم کیا جا سکتا - تار کا پتہ AFINSURE (Kabul)

لباس

موسم گرما کے مہینوں کے لئے (جون تا اگست) اگرچہ ہلکا لباس ہی کافی ہوتا ہے لیکن شام کے وقت کے لئے ایک سویٹر یا جیکٹ کی بالعموم ضرورت پڑ جاتی ہے - اکتوبر میں البتہ گرم کپڑوں کے بغیر گزارہ مشکل ہے لیکن دسمبر تا فروری بے حد گرم کپڑوں کی ضرورت ہوتی ہے -

افغانستان کے قابلِ دید مقامات

۱- کابل - افغانستان کا دارالحکومت ہے اور نہایت ہی زرخیز وادی میں تقریباً ۶۰۰۰ فٹ کی بلندی پر واقع ہے - اس کا موسم خوشگوار اور آب و ہوا صحت افزا ہے - موسم گرما

میں کم سے کم درجہ حرارت ۸۰F رہتا ہے
جبکہ موسم سرما میں یہ درجۂ انجماد سے بھی گر
جاتا ہے۔ کابل بے شمار میٹھے پھلوں کے
باغات کے درمیان گھرا ہوا ہے۔ قدیم
شہر دو پہاڑیوں کے درمیان واقع ہے
جس کی فصیل اب بھی پہاڑ ہی کے ایک
سرے سے چوٹی کے ساتھ ساتھ دوسرے
سرے تک خستہ حالت میں نظر آتی ہے۔
کابل ایشیا کے قدیم ترین شہروں میں سے
ایک ہے۔ قدیم زمانہ سے تجارتی قافلوں
کے لئے جو وسط ایشیا سے ہندوستان
کی طرف جاتے تھے یہ دروازہ کا کام دیتا
رہا ہے اور خود بھی معروف ترین منڈیوں
میں شمار ہوتا رہا ہے۔

پرانا شہر اب بھی اپنے رنگین بازاروں،
اونی دریوں اور قراقلی کی وجہ سے ایک
عجیب حسن اپنے جلو میں رکھتا ہے۔

آثارِ قدیمہ میں دلچسپی رکھنے والوں
کے لئے بھی کابل کافی سامان اپنے اندر رکھتا
ہے۔ اس کے اردگرد بعض جگہوں میں اب
بھی بدھ کے زمانہ (تیسری صدی ق م) کے
آثار پائے جاتے ہیں۔

۲۔ کابل میوزیم۔ کابل میوزیم جہاں اور بہت سی
نادر اور یکتائے روزگار آثارِ قدیمہ کا مالک
ہے وہاں اس میں Greece
Buddhist آرٹ کے نمونے، تراشی ہوئی
مورتیاں بھی موجود ہیں۔ اس کے علاوہ
سکوں کا مجموعہ بھی بہت اہم اور قابلِ دید ہے۔

۳۔ پغمان۔ کابل کے مغرب میں ۱۹ کلومیٹر دور
یہ ایک نہایت ہی خوبصورت اور ٹھنڈی
وادی ہے جو پغمان کے دو پہاڑوں کے
درمیان واقع ایک اونچی گھاٹی میں واقع
ہے جو بتدریج اونچی اور تنگ ہوتی جاتی
ہے۔ یہ کابل والوں کے لئے موسم گرما کی
تفریح گاہ ہے۔ اس کے خوبصورت ترین
باغات اور فرحت بخش ہوا گرمیوں میں
ہزاروں بلکہ لاکھوں لوگوں کو اپنی طرف
کھینچ لیتی ہے۔

۴۔ استالف۔ ایک رنگین گاؤں — کابل
سے ۴۰ کلومیٹر دور — جو ایک سرسبز
پہاڑی پر واقع ہے۔ یہاں پر بگرام کے
وسیع میدان جن کے پس منظر میں کوہ ہندوکش
کی برف پوش چوٹیاں نظر آتی ہیں اور عجیب
حسن پیدا کر دیتی ہیں۔ نیلے رنگ کی مٹی کے
برتن اب بھی یہاں قدیم طرز سے بنائے
جاتے ہیں۔

۵۔ تنگ غارو یا درہ کابل۔ کابل سے ۲۵
کلومیٹر دور پشاور جاتے ہوئے یہ شروع
ہوتا ہے اور آہستہ آہستہ اس کی
اونچائی کم ہوتی جاتی ہے اور ۳۰۰۰ فٹ

کی گہرائی تک مسلسل نیچی ہوتی جاتی ہے۔
پشاور اور جلال آباد کو جانے والی سڑک
اس تنگ مگر قابلِ دید نظارے رکھنے والے
درے میں سے دریائے کابل کے ساتھ ساتھ
متعدد سرنگوں میں سے گزرتی ہے۔ دریائے
کابل ایک جگہ آبشار بناتا ہے۔ جس کو
ماہیپر (Mahipar) کہا جاتا ہے۔

۶۔ سالنگ پاس۔ کابل سے جانبِ شمال ۱۲۴
کلومیٹر دور ہے۔ ترکستان جانیوالی سڑک
کو سلسلہ ہائے کوہ ہندوکش میں سے ۱۱ ہزار
فٹ کی بلندی پر ایک سرنگ کاٹ کر اس
میں سے گزارا گیا ہے جس کی لمبائی ۲۶۰۰ میٹر
(۲۸۰۰ گز یعنی تقریباً پونے دو میل لمبی ہے)
یہ سرنگ دنیا کی سب سے زیادہ بلند ترین
سرنگ ہے۔

۷۔ جلال آباد۔ ننگرہار صوبہ کا مرکز ہے اور
کابل سے ۱۴۵ میل دور پشاور روڈ پر
واقع ہے۔ اس کی سطح سمندر سے بلندی
۱۹۷۵ فٹ ہے۔ موسم سرما میں انتہائی
خوشگوار موسم اور ایک صحت افزا مقام
ہے۔ موسم سرما کی طویل تعطیلات میں لوگ
یہاں کثرت سے آتے اور قیام کرتے ہیں۔
اس کے شمال میں کوہ ہندوکش کا برف پوش
سلسلہ اور جنوب میں "سپین غار" (کوہ سفید)
کی برف پوش چوٹیاں نظر آتی ہیں سردیوں
میں کابل سے بعض لوگ وہاں کی شدید
برف باری سے پناہ حاصل کرنے کے لئے
یہاں بھاگ آتے ہیں۔

۸۔ مزار شریف۔ صوبہ بلخ کا مرکز ہے جو حضرت
علی رضی اللہ عنہ کے مزار (مشہور ہے کہ یہاں
حضرت علیؓ کا مزار ہے) اور شمالی افغانستان
کے بنے ہوئے قالینوں اور قراقلی کی تجارت
کے لئے مشہور ہے۔

۹۔ بلخ۔ (قدیمی نام "باکتریا" یا "باختر" ایک
نام اس کا بخدی بھی تھا) اسکو اُمّ البلاد
بھی کہا جاتا ہے۔ یہ مزار شریف سے
۲۲ کلومیٹر یا ۱۳ میل جانبِ غرب واقع
ہے۔ موجودہ دور میں اس کے عظیم الشان
آثارِ قدیمہ میں سے صرف قصرِ نوبہار اور
بدھ کے ایک سٹوپہ کے کھنڈرات باقی رہ
گئے ہیں۔ اس کے علاوہ مسجد خواجہ محمد پارسا
میں تیموری دور (۱۶ ویں صدی) کے اسلامی
فنِ تعمیر کے چند نمونے بھی مل سکتے ہیں۔

۱۰۔ پل خمری۔ یہ ایک چھوٹا سا قصبہ ہے مگر
کپڑے کی صنعت کا مرکز ہے۔ بلخ اور
کندوز کو جانے والی سڑکیں یہاں سے
الگ ہوتی ہیں۔

۱۱۔ سُرخ کوتل۔ پل خمری سے ۱۵ کلومیٹر دور
ہے یہاں سے کئی سال قبل فرانسیسی آثارِ
قدیمہ والوں نے کھدائی کے دوران

کشن خاندان کے زمانہ سے تعلق رکھنے والے ایک مندر کے کھنڈرات دریافت کئے ہیں جو شہنشاہ کنشک نے تعمیر کروایا تھا۔ ایک چٹان کے قدموں سے سیڑھیاں کھود کر اُوپر لیجائی گئی ہیں جہاں آگ کی پوجا کے لئے جگہ بنائی گئی تھی۔

۱۲۔ قندھار۔ افغانستان کا دوسرا بڑا شہر ہے جس کو قدیم یونانی اراکوشیا کہتے تھے۔ سکندر اعظم نے یہاں فوج کے ایک دستے کے لئے "اسکندریہ اراکوشیا" کے نام سے قلعہ تعمیر کروایا تھا۔ جدید افغانستان کا پہلا دار الحکومت یہی تھا جس کی بنیاد ۱۷۴۷ء میں احمد شاہ درانی نے رکھی تھی۔ قندھار کے قدیم شہر کے کھنڈرات اور چہل زینہ جو ایک چٹان کھود کر بنایا گیا تھا دیکھنے سے تعلق رکھتے ہیں۔ چہل زینہ کی سیڑھیاں ایک ایسی جگہ ختم ہوتی ہیں جہاں شہنشاہ بابر نے ایک پتھر میں اپنی فتوحات کا ذکر کندہ کروایا تھا۔ سب سے اُوپر ایک چبوترہ پر کھڑے ہو کر قندھار کے قدیم اور جدید شہر کا بہت خوبصورت نظارہ نظر آتا ہے۔

۱۳۔ لشکر گاہ۔ بوست۔ قندھار سے ۲۰۰ کلومیٹر دُور جانب مغرب کسی زمانہ میں یہ افغانستان کا زرخیز اور خوشحال ترین مقام تھا۔ افغانستان کا یہ پہلا علاقہ تھا جہاں سے اسلام نے ساتویں صدی میں اس ملک میں نفوذ پکڑا اور یہاں گیارھویں صدی میں سلطان مسعود غزنوی نے قریب سے گزرنے والے دریائے ہلمند کے کنارے اپنے لئے ایک خوبصورت محل تعمیر کروایا۔ اور اپنی افواج اور ہاتھیوں کے لشکر کے لئے اسے موسم سرما کا ہیڈ کوارٹر بنایا۔ اس شہر کو تیرھویں صدی میں چنگیز خان کے ٹڈی دل لشکروں نے تباہ کر دیا۔ اس وقت اس شہر اور سلطان مسعود کے محل کے کھنڈرات ہمیں اُس وقت کی مشرق کی ایک عظیم سلطنت کی شان و شوکت کا پتہ دیتے ہیں۔ لشکر گاہ آجکل صوبہ بوست کا مرکز ہے نیز یہاں آبپاشی کا ایک بہت بڑا جدید منصوبہ بھی زیر عمل ہے۔

۱۴۔ ہرات۔ شمال مغربی افغانستان کے بڑے شہروں میں سے اسے ایک ہونے کا شرف حاصل ہے۔ سکندر کے حملہ سے قبل یہاں ایک اور شہر آباد تھا جس کا نام ارتکنہ تھا۔ موجودہ ہرات بھی اسی شہر کے کھنڈرات پر سکندر اعظم کے ذریعہ تعمیر ہوا جو اس کے دیگر اسکندریاؤں میں سے ایک تھا۔ (سکندر نے افغانستان میں جس کا قدیم نام خراسان تھا اسکندریہ نام کے متعدد شہر بسائے تھے) اسلامی

بادشاہوں کے عصر میں ہرات خراسان (موجودہ افغانستان) کا دارالحکومت رہا ہے۔ چنگیز خان کے حملوں سے یہ بھی محفوظ نہ رہا اور اس کو بھی تباہ کر دیا۔ رہی سہی کسر امیر تیمور نے پوری کر دی۔ پندرھویں اور سولھویں صدی میں تیموری بادشاہوں کے زمانہ میں پھر دوبارہ آباد ہوا اور پھر اپنی پہلی سی شان و شوکت دیکھی۔ آجکل پرانے میناروں، مسجدوں اور دیگر یادگاری تعمیرات کے کھنڈرات اس دور کی شان و شوکت کے مظہر ہیں جس میں تہذیب و تمدن لٹریچر اور فن اپنے عروج پر تھے۔

۱۵۔ **نورستان** :مشرقی افغانستان میں یہ ایک نہایت ہی خوبصورت ترین علاقہ ہے (نورستان کا پہلا نام کافرستان تھا۔ اس کا کچھ حصہ پاکستان میں چلا جاتا ہے) یہاں کے دلچسپ مزاج لوگ، ان کا مخصوص روایتی طرز رہائش، لکڑی کے بنے ہوئے مکان جو پہاڑوں کی بلندیوں میں تعمیر شدہ ہیں ہر آنے والے سیاح کو مسحور کر لیتے ہیں اور وہ یہاں کی رنگینیوں میں کھوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

اس علاقہ کو جانے کے لئے سفر کا انتظام صرف "افغان ٹور" کی وساطت سے ہی ہو سکتا ہے۔

۱۶۔ **بامیان** - عظیم بدھوں کی وادی افغانستان کے اہم ترین علاقوں میں سے ایک علاقہ ہے۔ کابل سے ۲۴۰ کلومیٹر (۱۴۸ میل) دور شمال مغرب میں کوہ بابا اور کوہ ہندوکش کے برف پوش پہاڑوں کے درمیان واقع ہے اور بہت ہی خوبصورت نظارہ پیش کرتی ہے۔ اس کے دریا ٹراؤٹ مچھلی سے بھرے پڑے ہیں۔ یہ وادی بدھ کے عظیم ترین مجسموں، جو دنیا کے سب سے بڑے مجسمے ہیں اور پہاڑوں کی چوٹیوں پر بنے ہوئے چھوٹے چھوٹے قلعوں اور بیالوجی کے ماہرین کی خاص توجہ کا باعث ہونے کی وجہ سے دنیا کے اہم ترین مقامات میں سے ایک ہے۔ پہلی صدی مسیحی سے چھٹی صدی مسیحی تک بامیان بدھ مذہب کا عظیم مرکز رہا ہے۔ اس کے پہاڑوں میں بنی ہوئی چھوٹی چھوٹی غاروں میں ہزاروں بدھ بھکشو رہا کرتے تھے اور دنیا کے مختلف مقامات سے سارا سال ہزاروں بدھ یاتری یہاں مقامات مقدسہ کی زیارت کے لئے آتے رہتے تھے۔ یہاں بدھ کے دو عظیم مجسمے ہیں جو ایک عمودی پہاڑ کو اندر کی طرف کھود کر عموداً تراشے گئے ہیں۔ ان میں سے ایک مجسمے کی اونچائی ۱۷۵ فٹ اور دوسرے کی ۱۱۵ فٹ ہے دونوں کے درمیان ۴۰۰ گز کا فاصلہ ہے۔

۱۷۔ بندِ امیر۔ بامیان سے مغرب میں ۷۲ کلومیٹر دُور ایک پہاڑی سلسلہ کے دامن میں بے شمار چھوٹی بڑی مگر انتہائی گہری جھیلوں کا ایک مجموعہ ہے جن کا رنگ غیر معمولی نیلا ہے۔ سیاحوں کے لئے ان جھیلوں کے کنارے کیمپنگ ایک عجیب کیفیت اور نظارہ پیش کرتی ہے۔

ان کے علاوہ بھی افغانستان میں بے شمار مقامات ایسے ہیں جن کا یہاں تذکرہ نہیں کیا گیا۔ مگر وہ بھی خوبصورت اور قابلِ دید ہیں۔

افغانستان میں سیاحت کے لئے ہر قسم کی معلومات افغان ٹورسٹ آرگنائزیشن کابل سے مل سکتی ہیں جو وزارتِ پریس و اطلاعات کی عمارت میں واقع ہے۔ ٹیلیفون نمبر ۲۰۳۷۳-۲۰۴۱۷ پر ہر وقت کوئی نہ کوئی مل جاتا ہے۔

افغان ٹور کے پاس سیاحوں کے لئے افغانستان، کابل اور بامیان کے نقشے موجود ہیں جو قیمت پر مل سکتے ہیں۔ نیز کتب، پمفلٹس اور راہنمائی کے لئے کتابچے بھی دستیاب ہیں۔ جو افغانستان کے تمام قابلِ دید مقامات کے متعلق ہر قسم کی معلومات بہم پہنچا سکتے ہیں۔ نیز انگریزی بولنے والے راہنما بھی مہیا کئے جاتے ہیں۔ مسافروں کے لئے کابل اور اس کے گرد و نواح نیز ملک کے دوسرے مقامات کے لئے ٹرانسپورٹ کا انتظام بھی موجود ہے۔

آنکھ

- انسان کی آنکھ کا وزن ۷ گرام ہے جس میں سے ڈھیلے کا وزن ۴ گرام بتایا جاتا ہے۔
- آنکھ کے پردۂ شبکی (RETINA) کی موٹائی ۰.۶ ملی میٹر اور بیرونی پردے کی موٹائی ایک ملی میٹر ہوتی ہے۔
- جب ہم تیز روشنی سے اندھیرے میں آتے ہیں تو پردۂ شبکی کی بصری حس بڑھ جاتی ہے۔ اندازہ کیا گیا ہے کہ تقریباً بیس منٹ میں یہ حس ۳۵ ہزار گنا ہو جاتی ہے
- نوزائیدہ بچے کی آنکھ کا لینس گول ہوتا ہے اور بالغ شخص کی آنکھ کا محدب شیشے کی طرح۔
- دنیا میں تقریباً ۲ فی صد بچے ترچھی آنکھوں والے پیدا ہوتے ہیں۔
- شمالی روس میں آثارِ قدیمہ کی کھدائی سے پتہ چلا ہے کہ پتھر اور دھات کے زمانے میں بھی لوگ عینک لگاتے تھے۔ خیال ہے کہ عینک آندھی اور طوفان سے حفاظت کے لئے استعمال کی جاتی تھی۔
- ۱۹۲۴ء میں پہلی مرتبہ آنکھ کے اندر پڑی ہوئی چیز کو نکالنے کے لئے مقناطیس استعمال کیا گیا۔
- ۱۱ر فروری ۱۸۰۵ء کو ماسکو میں پہلی مرتبہ آنکھوں کے ہسپتال کا افتتاح ہوا۔

(مرسلہ: طارق احمد بٹ کراچی)

"مجھے مُعاف کردیں"

یہ واقعہ دو بزرگ ہستیوں سے تعلق رکھتا ہے جسکو بیتے ہوئے چالیس سال سے زائد عرصہ ہو گیا ہے۔ !

(محترم مولوی نُور احمد صاحب آڈیٹر صدر انجمن احمدیہ ربوہ)

یہ اُن دنوں کی بات ہے جبکہ خاکسار مدرسہ احمدیہ قادیان میں زیرِ تعلیم تھا اور نماز کے لئے ہم تمام طلبہ مسجد اقصیٰ باقاعدہ قطاروں میں آیا جایا کرتے تھے۔

ایک دن حسبِ معمول قطار میں نماز کے لئے جا رہے تھے کہ مسجد مبارکہ کے تنگ دروازہ کے سامنے دو حافظوں کی (جبکہ وہ دونوں مسجد مبارک میں نماز پڑھنے کے لئے دروازہ میں داخل ہونے والے ہی تھے۔) آپس میں ٹکر ہو گئی۔ ان میں سے ایک نہایت مضبوط تنومند اور لمبے قد اور کچھ تیز طبیعت کا مالک بھی تھا جبکہ اس کے بالمقابل دوسرا نہایت ہی حلیم الطبع، منکسر المزاج اور درمیانہ قد کا تھا۔ چنانچہ جب مؤخر الذکر حافظ کا پاؤں اول الذکر کی پنڈلی پر جا لگا تو اول الذکر حافظ نے غصے میں آکر کہہ دیا کہ "کیا تو اندھا ہے؟" ثانی الذکر حافظ نے اُسے پہچانتے ہوئے کہا "اوہو! آپ حافظ صاحب ہیں؟ مجھے معاف کر دیں۔ اتفاقاً آپ کو مجھ سے چوٹ لگ گئی ہے"۔ جب اول الذکر حافظ نے اس آواز کو سُنا تو اِن الفاظ میں معذرت خواہ ہوا:-

"اوہو! آپ بھی حافظ صاحب ہیں
فی سبیل اللہ آپ مجھے معاف کر دیں۔
کیونکہ ناحق مَیں نے آپ کی شان میں
نازیبا کلمہ کہہ دیا ہے"!

اب "آپ مجھے معاف کر دیں" کے الفاظ پر دونوں کا حد سے زیادہ اصرار ہوتا رہا اور اسی اصرار میں دونوں نماز پڑھنے کے لئے مسجد مبارک کی سیڑھیوں پر چڑھ رہے تھے۔ گویا کچھ دیر پہلے جو آوازیں درشتی اور سختی اپنے اندر رکھتی تھیں اب وہ نرمی، محبت اور اعتذار سمیٹے ہوئے تھیں۔

دوستو! جانتے ہو یہ بزرگ ہستیاں کون تھیں؟ ان میں سے ایک حافظ محمد ابراہیم صاحب امام مسجد

محلہ دار الفضل قادیان تھے جو محلہ کے وسط سے چل کر مسجد مبارک میں نماز پڑھنے کے لئے تشریف لایا کرتے تھے۔

دوسرے حافظ کا نام باوجود بسیار کوشش کے معلوم نہیں ہو سکا البتہ اتنا جانتا ہوں کہ لوگ ان کو تیز رفتاری کے سبب "حافظ ریل" پکارا کرتے تھے۔

اب آپ حضرات خود ہی سوچ لیں کہ دونوں میں سے پہلے معافی مانگنے میں کون حق بجانب تھا۔ اصل بات یہ ہے کہ ان دونوں حضرات نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم پر کما حقہٗ عمل کیا۔ سو ہمیں بھی چاہیئے کہ ہم اپنے نفسوں کا اس طور پر جائزہ لیں کہ کیا ہم بھی اپنے بھائیوں سے باوجود اپنی خطا نہ ہونے کے معافی کے طلبگار ہوا کرتے ہیں؟

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان دونوں حافظوں کو اپنے سایۂ عاطفت میں رکھے اور غریقِ رحمت کرتے ہوئے یوماً فیوماً درجات میں بلندی عطا فرماتا رہے۔

اُذکُروا موتاکم بالخیرِ کے ارشادِ نبوی کے مطابق یہ واقعہ سپردِ قلم کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی یہ صفت اپنانے کی توفیق دے۔ آمین +

✻ لے کر پوری سوسائٹی کے لئے سود مند ہو اس کو اپنی شاعری کا مقصدِ وحید بنائیں۔ شعر تو وہ کہیں گے ہی مگر وہ شعر جو ایک شخص کی اصلاح کر دے یا پورے معاشرہ کی اصلاح کر دے اس شعر سے ہزار درجہ افضل ہے جو افیم بن کر اس کی رگوں میں اُتر جائے اور جگانے کی بجائے اس کو سُلا دے +

بقیہ۔ شاعری کا اسلامی نقطۂ نظر!

اور حضرت خنساءؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تعریفی کلمات پائے۔ چنانچہ شارح قرآن کا شعراء کو یہ مقام دینا اور ان کی تعریف کرنا اس بات کی قطعی دلیل ہے کہ اسلام شاعری کے خلاف نہیں ——— پھر موجودہ دور میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اپنے عربی، فارسی اور اُردو کلام کے ذریعہ لوگوں تک حق و صداقت کا پیغام پہنچانا اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھی شعر کہنا ہمارے موقف کو پایۂ ثبوت تک پہنچاتا ہے۔

یہاں پر حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاعری کے بارہ میں ایک سنہری اصول کا ذکر بے جا نہ ہوگا اور شاعروں کے لئے یقیناً قابلِ تقلید ہوگا۔ آپؓ فرماتے ہیں:-

"میں کسی نظم کو شاعری کے شوق میں نہیں کہتا بلکہ جب تک ایک خاص جوش نہ پیدا ہو نظم کہنا مکروہ سمجھتا ہوں۔ اسلئے اسے دردِ دل سے نکلا ہوا کلام سمجھنا چاہیئے۔ ..... جب کبھی قلب پر خاص کیفیت ظاہر ہوتی ہے تو اس کا اظہار کر دیا جاتا ہے"!

(از کلام محمود)

پس اسلام نے مقصدی شاعری اور حق و صداقت کا پیغام پہنچانے والے شعراء کو قابلِ مذمت نہیں ٹھہرایا۔ شعراء کو چاہیئے کہ وہ ہر اس بات کو جو ایک فرد سے ✻

بایوکیمک دواؤں کا مختصر تعارف

(از بایوکیمک ڈاکٹر مکرم راجہ رحمت خاں فتح پور ضلع گجرات)

ڈاکٹر سیموئیل ہانمن موجدِ تماثلی علاج (ہومیو پیتھک) نے اپنا نظریہ یوں پیش کیا ہے کہ ایک دوا تندرستی کی حالت میں صحتِ انسانی پر جیسی علامات پیدا کر سکتی ہے وہی دوا اس کے مثل علامات دُور کرنے کی طاقت رکھتی ہے۔

لیکن ڈاکٹر شسلر صاحب جو ۲۱ اگست ۱۸۲۱ء میں اولڈن برگ (جرمنی) میں پیدا ہوئے اپنا نظریہ یہ پیش کرتے ہیں کہ غیر ارضی اجزاء ہی انسانی اعضاء اور خون میں ایسا عمل جاری رکھتے ہیں جن سے جسمانی صحت اعتدال پر رہتی ہے اور ان کی کمی ہی مختلف امراض کا باعث ہوتی ہے۔ اور یہ کمی انہی غیر ارضی اجزاء کے استعمال سے دُور ہوتی ہے

شسلر صاحب نے جو دوائیں ایجاد کی ہیں تعداد میں صرف بارہ ہیں اور بایوکیمک ادویہ کے نام سے موسوم ہیں۔ موجد کا دعویٰ ہے کہ تمام دنیا کی بیماریوں کا علاج ان بارہ دواؤں سے ہی ہو سکتا ہے۔ اور یہ صرف ایک دعویٰ ہی نہیں بلکہ ان دواؤں سے ایسے شاندار نتائج برآمد ہو چکے ہیں کہ طبی دنیا انگشت بدنداں رہ گئی ہے۔

ذیل میں ان دواؤں کے اثرات مختصراً تحریر کئے جاتے ہیں تاکہ آپ کو خود اپنا علاج کرنے میں سہولت پیدا ہو سکے اور وہ روپیہ جو ڈاکٹروں حکیموں کی نذر کرنا پڑتا ہے کسی اور ثواب کے کام پر لگایا جا سکے اور آئندہ کیلئے آپ کی صحت بھی بہتر ہوتی جائے۔ اگر ہر احمدی یہ عہد کرے کہ میں اپنے گھر میں جو بھی بیمار ہوا اس کا علاج بایوکیمک طریقہ سے خود کروں گا تو اس کو ضرور کامیابی ہوگی اور اس طرح بہت سا روپیہ بچا کر ہم اپنے چندوں میں اضافہ نہیں تو کم از کم ادائیگی سو فیصدی ضرور کر سکتے ہیں۔

مقدار خوراک۔ بڑوں کے لئے پانچ گرین۔
بچوں کے لئے نصف

۱۔ کیلکیریا فلوریکا۔ موتیا بند۔ بواسیر۔ تشنج۔ رسولی۔ پھوڑا پھنسی۔ کھانسی۔ بخار۔ ہڈی کی بیماریاں۔ جوڑوں کا درد۔ عضلات کا ڈھیلا ہونا۔ اپھارا۔ جگر درد۔ شکم کی دائیں دیوار میں درد۔ ناہموار ابھار سخت کناروں والے زخم۔ کمر درد کے لئے مفید ہے۔ خناق کے لئے اس دوائی کو بہت شہرت حاصل ہے۔ عام طور پر ۱۲× استعمال ہوتی ہے مگر اونچی طاقت شاندار نتائج پیدا کرتی ہے۔

۲۔ **کیلکیریا فاس**۔ سوزاک پُرانا۔ درد سر۔ حلق کی کھانسی۔ لیسدار رطوبت خارج ہونا۔ چھاتی کا درد عضلاتی درد۔ زبان کی نوک پر دانے نکلنا۔ چہرے کے کیل مہاسے۔ بچّوں کے دانت دیر سے نکلنا۔ کمی خون اور ہُبس کے لئے مفید ہے۔ کم خون والے اور کمزور مریضوں کی مشہور دوا ہے۔ ۶× تا ۱۲× استعمال ہوتی ہے۔

۳۔ **کیلکیریا سلف**۔ پھوڑے پھنسیاں۔ ناسور۔ بھگندر۔ لوط۔ اگزیما۔ دائمی قبض۔ جلودھر۔ اسہال آتشک۔ زکام۔ کھانسی۔ گلٹیوں میں پیپ پڑنا۔ سیلان الرحم۔ تپ محرقہ اسہالی۔ بیخوابی۔ دانت درد۔ گال اور مسوڑھے متورم ہوجانا۔ پیپ سے اس دوائی کا خاص تعلق ہے۔ لعاب دار جھلیوں سے پیپ خارج ہو تو یہ دوائی مفید ہے۔ بلغمی تھیلیوں سے پیپ کی تراوش کو بھی روکتی ہے۔ اور اسی طرح سِل کے زخموں اور انتڑیوں اور قرنیہ کے پھوڑوں میں بھی مفید ہے۔ ۶× تا ۱۲× مستعمل ہے۔

۴۔ **فیرم فاس**۔ گرمی کے بد اثرات کو دُور کرنے کے لئے مشہور ہے۔ ہر قسم کی نئی سوزش۔ شروع بخار۔ نزلہ۔ زکام۔ کھانسی۔ نمونیہ۔ پلورسی۔ ہر قسم کی شروع ورم۔ سر درد۔ جریان سِل۔ دق میں مفید ہے۔ اس کا لوشن بھی استعمال کیا جاتا ہے ۶× تا ۱۲× استعمال ہوتی ہے۔

۵۔ **کالی میور**۔ دوسرے درجہ کی سوزش یعنی
چھالے۔ ہر قسم کے زخم۔ آگ سے جلنا۔ بخار۔ کھانسی چیچک کے ٹیکوں کی خرابی۔ یرقان۔ اسہال۔ سیلان الرحم۔ موتیابند۔ جوڑوں کا درد۔ غدودوں کا بڑھ جانا۔ خونی بواسیر۔ سوزاک وغیرہ میں مفید ہے۔ ۶× تا ۱۲× استعمال ہوتی ہے

۶۔ **کالی فاس**۔ بائیں جانب کی تکالیف میں زیادتی۔ پرسوتی بخار۔ حیض کی بندش۔ بائو گولہ۔ کمزوری۔ مالیخولیا مراقی۔ سرسام۔ نیند نہ آنا۔ سر درد۔ مسوڑھوں سے خون آنا۔ معدہ اور حلق کی سوزش سوزش کا تیسرا درجہ۔ دمہ۔ فالج۔ کھجی اور تکان کے لئے مفید ہے۔ دماغی امراض کی بہترین دوا ہے۔ ۶× تا ۱۲× استعمال ہوتی ہے۔

۷۔ **کالی سلف**۔ پُرانے زخم۔ ناسور۔ بیماری کا آخری درجہ۔ عصبی درد۔ نزلہ۔ رعشہ۔ ناک یا مُنہ سے بدبُو آنا۔ خارش۔ سوزاک۔ بخار میں اگر پسینہ لانا مقصود ہو تو تیسرے پہر کے بخار وغیرہ کے لئے مفید ہے۔ ۶× تا ۱۲× استعمال ہے۔

۸۔ **میگنیشیا فاس**۔ بچّوں کے امراض۔ کانچ نکلنا۔ مرگی۔ پیچش۔ ہچکی آنا۔ بچہ جننے کا درد۔ عصبی درد میں۔ تشنجی کھانسی۔ زیتون کے تیل میں ملا کر مالش کرنا بہت مفید ہے۔ حیض کا درد کے ساتھ آنا اور پیٹ درد کے لئے اکسیر اعظم تسلیم کی گئی ہے۔ ۶× تا ۱۲× استعمال ہوتا ہے۔

۹۔ **نیٹرم میور**۔ زکام۔ نزلہ۔ ملیریا بخار۔ انیمیا ہُبس۔ دست۔ کمزوری۔ سرسام۔ ذیابیطس۔

مریض سوتے رہنا پسند کرے۔ بغیر خواب کے انخراج۔ ایسے مریض جو جلق کے عادی ہوں یا وہ چکے ہوں۔ پست ہمتی۔ بہت جلد رو پڑنے والے مریض۔ دماغی محنت سے اکتا جانا۔ نشہ کے جنون کے مریض۔ گزرے ہوئے واقعات کو یاد کر کے افسردہ رہنا۔ ناچ گانے کی طرف مائل طبیعت۔ سر میں ایسا درد جو صبح کو بہت شدید ہو اور ایسا معلوم ہو کہ کوئی سر میں ہتھوڑے مار رہا ہے۔ بے شمار چھینکیں آنا۔ ناک میں کھرنڈ ہونا۔ انفلوئنزا۔ ناک کا ایک نتھنا بند ہونا۔ ٹھوڑی پر پھنسیاں۔ ہونٹ متورم ہو کر پھٹ جائیں۔ مونچھیں جھڑ جائیں بھوک زیادہ اور نمکین۔ بھوک کی زیادتی۔ ہچکی۔ بچوں کے لئے جو باتیں دیر سے سیکھیں اور رال ٹپکے۔ شسلر صاحب ۶ × استعمال کرنے کی سفارش کرتے ہیں مگر بایوکیمک حضرات میں سے زیادہ تر اونچی طاقت استعمال میں لانے کے حق میں ہیں۔

۱۰۔ **نیٹرم فاس**۔ درد دیں۔ بھاری پن۔ ناک کان اور آنکھ کی سوزش۔ معدہ، حلق اور گلٹیوں کی تکلیف یا سوزش۔ جوڑوں میں درد اور بار بار پیشاب آنا۔ پیٹ کے کیڑے۔ بچوں کی دائمی قبض۔ گردن میں بل پڑ جانا اور گھینگا کے لئے مفید ہے۔ ۶ × تا ۱۲ × استعمال ہوتی ہے۔

۱۱۔ **نیٹرم سلف**۔ کان درد۔ منہ میں ہر وقت پانی بھرا رہنا۔ جوڑوں کا درد۔ پیٹ کے کیڑے۔ جگر کی خرابی۔ ذیابیطس۔ آتشک۔ سوزاک۔ یرقان۔ رطوبت وغیرہ کے لئے۔ نیز قولنج اپھارے کے لئے۔ ایسا قولنج جو دائیں جانب سے شروع ہو اور تمام پیٹ میں پھیل جائے۔ ۶ × تا ۱۲ × استعمال ہوتی ہے۔

۱۲۔ **سلیشیا**۔ پیپ کی دشمن ہے۔ خراب سے خراب زخم۔ مواد۔ پھوڑے پھنسیاں۔ ناسور۔ بار بار ناسور ہو جانا۔ سر کے بال گرنا۔ آنکھ کے زخم۔ ناخن گرنا۔ اس کی مرہم، تیل، لوشن اور گلیسرین بھی خارجی طور پر مستعمل ہے۔ ایسے بچے جن کا پیٹ بڑھ جائے اور مٹی کھانے کی طرف مائل رہتے ہوں ان کیلئے بھی مفید ہے۔ مواد خارج کرنے کے لئے ۶ × اور خشک کرنے کے لئے بلند طاقت استعمال ہوتی ہے۔

نوٹ:۔ یہ دوائیں مفرد بھی استعمال ہوتی ہیں اور مرکب بھی۔ تھوڑی واقفیت کے لئے مرکب بہتر رہتی ہیں۔ آئندہ لکھے جانے والے مضمون میں آپ کے دل میں پیدا ہونے والے بہت سے سوالوں کے جواب شامل ہوں گے۔ لیکن اگر آپ کے دل میں کوئی ایسا سوال پیدا ہو جس کا مضمون میں ذکر نہ ہو تو خاکسار کی معرفت رابطہ قائم کریں۔ آپ کی تسلی ضرور کی جائے گی +

درخواست دُعا

مکرم نذیر احمد صاحب خادم نائب مدیر ماہنامہ "خالد" کی طبیعت عرصہ دو ماہ سے خراب ہے قارئین کرام سے التماس ہے کہ ان خادم دین کی صحت کاملہ کے لئے دردِ دل سے دعا فرمائیں۔

خدام الاحمدیہ کی تنظیم جماعت میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے

احباب جماعت اور خصوصی طور پر خدام کو اسلام کی تبلیغ و اشاعت میں سرگرمی سے حصہ لینا چاہیئے

مکرم و محترم بشیر احمد صاحب شمس معتمد مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا مجلس خدام الاحمدیہ ربوہ سے خطاب

مؤرخہ ۱۵ ... شہادت بعد نماز مغرب ایک اجلاس ہوا جس میں تلاوت، دہرائی عہد اور نظم کے بعد چوہدری عبدالمالک صاحب مربی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے خطاب فرمایا۔

اس کے بعد مکرم بشیر احمد صاحب شمس معتمد مرکزیہ نے غیر ممالک میں احمدیت کی روز افزوں ترقی اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے عالیہ دورہ یورپ و افریقہ کے دوران الٰہی تائیدات کے روشن نشانات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اس وقت دنیا صداقت کو قبول کرنے کے لئے بالکل تیار ہے اسلئے اب احباب جماعت اور خصوصی طور پر خدام کو اسلام کی تبلیغ و اشاعت میں سرگرمی سے حصہ لینا چاہیئے۔

آپ نے فرمایا کہ جماعت کی تربیت و اصلاح کے بارہ میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا موجودہ اور آئندہ آنے والے لوگوں پر احسان عظیم ہے کہ آپ نے جماعت کی ذیلی تنظیمیں قائم کیں۔ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ خدام الاحمدیہ کی تنظیم جماعت میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے اسلئے اس کے لائحہ عمل پر آپ کو سختی سے کاربند ہونا چاہیئے۔ نیز آپ نے فرمایا کہ خدام اپنے اندر وقار عمل کی روح پیدا کریں۔ آپ نے "یوم تبلیغ" منانے کی طرف بھی توجہ دلائی تاکہ پیدا ہونے والا جمود دور ہو نیز آپ نے باقاعدگی سے اجلاس عام منعقد کرانے کی طرف بھی اراکین مجلس کی توجہ مبذول فرمائی۔ مکرم معتمد صاحب مرکزیہ (جو نائیجیریا، سویڈن، ڈنمارک اور مغربی جرمنی میں اشاعت اسلام کا فریضہ سرانجام دیتے رہے ہیں) نے فرمایا کہ اشاعت اسلام کی اب بڑی ذمہ داری نوجوانوں پر عائد ہوتی ہے اسلئے نوجوانوں کو چاہیئے کہ وہ اپنے آپ کو خدمت اسلام کے لئے پیش کریں۔

نماز عشاء کے بعد مجلس عاملہ کا اجلاس ہوا جس میں مکرم معتمد صاحب مرکزیہ نے مجلس عاملہ کا تعارف حاصل کرنے کے بعد شعبہ جات کے کام کا جائزہ لیا اور ضروری ہدایات بھی دیں۔

ا۔ ح۔ ک

ماہ ہجرت (مئی) میں کیا ہوا؟

★ اس مہینہ کا نام "ہجرت" اسلئے رکھا گیا کہ اس ماہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ سے مدینہ ہجرت فرمائی۔

★ اسی مہینہ کی چھبیس تاریخ (۶۳۲ء) کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی۔

★ اسی مہینہ کی بیس تاریخ (۳۵ھ) کو عبداللہ بن سبا نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کیا تھا۔

★ ۱۸۸۶ء میں اسی مہینہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صاحبزادی عصمت صاحبہ کی ولادت ہوئی۔

★ یہی وہ مہینہ ہے جس کی چوبیس تاریخ (۱۸۹۴ء) کو حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب کی ولادت باسعادت ہوئی۔

★ ۱۸۸۸ء میں اس مہینہ کی اکیس تاریخ کو حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کا آپ کے مکان پر ہی پادری فتح مسیح سے مناظرہ ہوا۔

★ ۲۲ مئی (۱۸۹۳ء) کا دن مباحثہ امرتسر کی ابتداء کی وجہ سے مشہور ہے جو "جنگ مقدس" کے نام سے موسوم ہے۔

★ ۱۸۹۵ء میں اسی مہینہ میں حضرت مسیح پاک علیہ السلام نے "ضیاء الحق" اور ۲۷ مئی ۱۸۹۷ء کو "تحفہ قیصریہ" تصنیف فرمائی۔

★ ۱۰-۱۱ مئی ۱۹۱۷ء کو "حسین کامی" قادیان پہنچے۔

★ ۱۹۰۸ء کا یہی وہ مہینہ ہے جسکی چھبیس تاریخ کو ہمارے پیارے امام حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہم سے جدا ہوئے۔

مجلس خدام الاحمدیہ حیدرآباد اور ایک تفریحی ٹرپ

۲۱ امان (مارچ) بروز اتوار مجلس حیدرآباد کے ۳۰ خدام اور ۱۵ دوسرے احباب جن میں اطفال و انصار کے علاوہ ۵ غیر از جماعت دوست بھی شامل تھے بذریعہ ٹرک "کھسا نو موری" ایک تفریحی ٹرپ منانے کے لئے پہنچے۔ وہاں پہنچتے ہی ایک مختصر سا اجلاس بعد از تلاوت و دعا شروع ہوا۔ جس میں مکرم ناصر احمد صاحب مربی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے "صحت و صفائی" کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ اور یہ اجلاس دعا کے ساتھ ہی اختتام پذیر ہوا۔

اس ٹرپ میں خدام کے کھیلوں کے مقابلہ جات بھی ہوئے جن میں دوڑ اور تیراکی کے علاوہ والی بال اور کبڈی کے اجتماعی مقابلے بھی شامل ہیں۔ اور علمی مقابلہ جات کے تحت مقابلہ پیغام رسانی کے علاوہ ایک شاندار مباحثہ بھی منعقد ہوا۔

اس تفریحی ٹرپ میں خدام نے اپنا کھانا خود تیار کیا۔

اس تفریحی ٹرپ میں اطفال کے کھیلوں کے مقابلے بھی ہوئے۔ جس میں دوڑ، لمبی چھلانگ کے مقابلوں کے علاوہ کبڈی کا میچ بھی ہوا۔

ا-ح-ک

دُنیا کی عظیم ایجادات، دریافتیں اور انکے موجد

- تقریباً ساڑھے تین ہزار سال پہلے اہلِ بابل نے پہلی مرتبہ سکہ رائج کیا اور دُنیا کا پہلا قانون مرتب کیا گیا۔
- سنہ ۱۲۰۰ قبل مسیح (تقریباً ۳۲۰۰ سال پہلے) شیشہ دریافت ہوا۔
- سنہ ۱۰۰۰ قم یونان میں پہلی بار حروف ابجد رائج ہوئے۔ عربی زبان کے ۲۲ حروف ابجد دریافت ہوئے۔ بابل میں پہلی بار باقاعدہ فوج قائم کی گئی۔
- سنہ ۶۵۰ قم میں یونانی فلسفی "تعلیز" نے زمین کو گول ثابت کیا تھا۔
- ۲۸۰ قم میں یونان کے "اسطارقس" نے زمین سے سورج اور چاند کا فاصلہ معلوم کیا تھا۔
- ۲۴۰ قم میں "ایراتوتھینز" نے کرۂ ارض کی موٹائی اور اس کا وزن معلوم کیا۔
- ۱۵۰ قم میں چین میں کاغذ ایجاد ہوا۔
- سنہ ۱۰۰ء (یعنی بعد پیدائش مسیح) یونانی فلسفی "گالن" نے علم طب کی بنیاد رکھی۔
- سنہ ۱۴۹۲ء میں کولمبس نے "نئی دنیا" دریافت کی۔
- سنہ ۱۵۷۹ء میں "میگلن" نے دنیا کے گرد چکر لگانا شروع کیا۔
- سنہ ۱۵۸۹ء میں ہالینڈ کے "جینیس" نے دنیا کی پہلی دُوربین بنائی اور سنہ ۱۵۹۰ء میں ایک اور سائنسدان نے خوردبین بنائی۔
- سنہ ۱۶۶۵ء میں "نیوٹن" نے کششِ ثقل کے اصول وضع کئے۔
- سنہ ۱۷۶۹ء میں "واٹس" نے بھاپ سے چلنے والا انجن ایجاد کیا۔
- سنہ ۱۷۸۳ء میں غبارے کے ذریعہ پہلی پرواز کی گئی۔
- سنہ ۱۷۹۱ء میں "وولٹ" نے برقی سیل ایجاد کیا۔ اُسی کے نام سے اب بھی بجلی "VOLTS" کو "وولٹ" کی اکائی سے ناپا جاتا ہے۔
- سنہ ۱۸۰۴ء میں بھاپ سے چلنے والی پہلی موٹر گاڑی ایجاد ہوئی۔
- سنہ ۱۸۳۷ء میں "مورس" نے ٹیلیگراف ایجاد کیا۔
- سنہ ۱۸۳۸ء میں کیمرے کی فلم ایجاد ہوئی۔
- سنہ ۱۸۶۷ء میں "نوبل" نے ڈائنامیٹ ایجاد کیا۔
- سنہ ۱۸۶۸ء میں "گرام" نے ڈائنمو ایجاد کیا۔
- سنہ ۱۸۷۶ء میں "گراہم بیل" نے ٹیلیفون ایجاد کیا۔
- سنہ ۱۸۹۵ء میں سینما ایجاد ہوا۔

○ ۱۸۹۶ء میں "بیکرل" نے تابکاری دریافت کی۔

○ ۱۸۹۹ء میں پہلی آبدوز کشتی ایجاد ہوئی۔

○ ۱۹۰۱ء میں "مارکونی" نے ریڈیو ایجاد کیا۔

○ ۱۹۰۳ء میں "رائٹ برادران" نے ہوائی جہاز ایجاد کیا۔

○ ۱۹۲۶ء میں پہلا ٹیلی ویژن ایجاد ہوا۔

○ ۱۹۳۵ء میں ریڈار ایجاد ہوا۔ اسی سال سب سے پہلے ہیلی کاپٹر نے پرواز کی۔

○ ۱۹۳۹ء میں جیٹ طیارہ ایجاد ہوا۔

○ ۱۹۴۸ء میں "شاکلے" نے ٹرانسسٹر ایجاد کیا۔

۱۹۵۵ء میں روس نے دنیا کا پہلا ایٹمی بجلی گھر قائم کیا۔

○ ۱۹۵۷ء میں روس نے سپتنک۔ ۱ خلا میں بھیج کر خلائی دور کا آغاز کیا۔

○ ۱۹۶۱ء میں روس نے پہلے انسان (میجر گگارین) کو خلا میں مدار میں ڈالا۔

○ ۱۹۶۲ء میں روسی خلا باز نے ۱۱۹ گھنٹے خلا میں رہنے کا ریکارڈ قائم کیا۔

○ ۱۹۶۶ء میں امریکہ کا خودکار جہاز سرویر۔ ۴ کامیابی سے چاند پر اُترا۔

○ ۱۹۶۸ء میں انسان نے پہلی بار چاند کے گرد چکر لگایا۔

○ ۱۹۶۹ء میں روس نے دو انسان بردار خلائی جہاز خلا میں جوڑ کر دنیا کا پہلا خلائی سٹیشن بنایا۔

○ ۲۱ر جولائی ۱۹۶۹ء کو انسان نے چاند کی سطح پر پہلا قدم رکھا۔ (ماخوذ)

اخبارات کے متعلق اہم معلومات

(مکرم محمد عمر درّاز صاحب تنویر۔ لائلپور)

(۱) دنیا کا سب سے قدیم اخبار "پیکنگ گزٹ" ہے۔ جو مسلسل ایک ہزار سال تک چھپتا رہا ہے۔

(۲) برطانیہ میں شروع شروع میں اخبارات کتابچوں کی صورت میں شائع ہوتے تھے۔

(۳) "ڈیلی گرافک" انگریزی کا سب سے اولین روزنامہ ہے۔

(۴) لینوٹائپ طریقہ چھپائی سب سے پہلے امریکہ میں ۱۸۸۶ء میں رائج ہوا۔

(۵) انگریزی کا ہفت روزہ اخبار سب سے پہلے ۱۶۲۰ء میں چھپا۔ اس کا نام "ویکلی نیوز" تھا۔

(۶) رائٹر نیوز ایجنسی ۱۸۴۹ء میں بنائی گئی۔

(۷) چین کے لوگ چھپائی کا فن یورپین لوگوں سے بہت پہلے جان چکے تھے۔

(۸) ہندوستان میں سب سے پہلا اخبار جنوری ۱۷۸۰ء میں "بنگال گزٹ" کے نام سے شائع ہونا شروع ہوا۔

(۹) کہا جاتا ہے کہ سوئٹزرلینڈ میں میونسپل ادارے اخبارات شائع کرتے ہیں اور مفت لوگوں میں تقسیم کرتے ہیں۔

(۱۰) یہ بھی کہا جاتا ہے کہ پیرس میں فقیروں کا اپنا ایک اخبار شائع ہوتا ہے اس کا نام "بیگرز جرنل" یعنی فقیروں کا روزنامہ ہے۔ اس میں نئے بپتسمہ پانے والے اور شادی کروانے والوں کے نام ہوتے ہیں۔ اس اخبار کو پڑھ کر فقیروں کو اپنی روزی کمانے کے لیے آسانی ہوتی ہے۔

ایک شاندار پکنک

۱۹ر شہادت (اپریل) مجلس خدام الاحمدیہ جھنگ صدر نے ہیڈ تریموں پر ایک پکنک منائی جس میں ۲۹ خدام و اطفال اور ۴ انصار بزرگوں نے شرکت فرمائی تمام خدام و اطفال اپنا اپنا کھانا گھروں سے لے گئے تھے۔ صبح نو بجے خدام و اطفال کے علیحدہ علیحدہ ورزشی مقابلہ جات ہوئے جن میں ۱۰۰ گز دوڑ، ۲۰۰ گز دوڑ اور کلائی پکڑنے کے مقابلے ہوئے۔ دوپہر کے کھانے کے بعد حسن قرأت، نظم خوانی، تقریر اور عام معلومات کے علمی مقابلہ جات ہوئے۔ ساڑھے تین بجے بعد ادائیگی نماز چائے کا پروگرام ہوا۔ پھر اجتماعی سیر کے بعد واپسی ہوئی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

مجلس مذاکرہ علمیہ

۲۴ غیر از جماعت دوستوں کی شرکت اور پسندیدگی کا اظہار

۲۰ر شہادت (اپریل) احمدیہ ہال میں شعبہ اصلاح و ارشاد اور مجلس خدام الاحمدیہ کراچی کے اشتراک سے ایک دلچسپ مجلس مذاکرہ منعقد ہوئی۔ جس کے خصوصی مہمان مکرم مولانا عبدالمالک خان صاحب نائب ناظر اصلاح و ارشاد تھے۔ مذاکرہ کا موضوع تھا:۔

"احمدی اور غیر احمدی میں فرق"

مجلس ہذا کا آغاز پانچ بجے تلاوت قرآن پاک سے ہوا۔ اس کے بعد مکرم نائب امیر صاحب نے مہمانِ خصوصی کا تعارف کرایا اور پھر جناب مولانا عبدالمالک خان صاحب نے خطاب فرمایا جو تقریباً پچیس منٹ تک جاری رہا۔ آپ کی مختصر مگر جامع تقریر کے بعد سلسلۂ سوالات شروع ہوا جو ڈیڑھ گھنٹہ تک جاری رہا۔ جناب مولانا صاحب نے قرآن، احادیث اور اقوالِ ائمہ کی رو سے کافی اور شافی جواب دیئے۔ جس پر ایک غیر احمدی دوست نے آئندہ بھی اس قسم کے مذاکرات منعقد کرانے کی خواہش کا اظہار کیا۔ یہ اجلاس نماز مغرب سے قبل اختتام پذیر ہوا۔

رپورٹ کارگزاری مجلس بابن ہائم روکسائم (مغربی جرمنی)

تلخیص پیش خدمت ہے:۔

ماہِ امان (مارچ) میں دو خادم مجلس میں نئے شامل ہوئے ہیں۔ اس ماہ اخبار الفضل کا اجراء کرایا گیا نیز چار اجلاس عام بالترتیب ۷۔۱۴۔۲۱ اور ۲۸ر امان کو منعقد ہوئے جن میں خدام کی حاضری سو فیصد رہی۔ چار وقار عمل ہوئے۔ چندہ عام سو فیصد اکٹھا کیا گیا۔ تین خدام نے دعائیہ خطوط لکھے۔ تمام خدام نماز باجماعت ادا کرتے ہیں اور درس ملفوظات حضرت مسیح پاک علیہ السلام کا

بندوبست ہے۔ نیز اس ماہ مطالعہ کتب مسیح موعودؑ، الہامی دعاؤں اور تسبیح و تحمید کی طرف خدام کو خصوصی توجہ دلائی گئی۔ ہر اتوار کو خدام کا "کُلُوا جَمِیعًا" ہوا کرتا ہے جس میں خدام اپنا کھانا خود تیار کرتے ہیں۔

ہفتہ صفائی کس طرح منایا گیا؟

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی طرف سے ۵ ؍ امان تا ۱۲ ؍ امان ہفتہ صفائی منانے کا اعلان کیا گیا جس کی اطلاع مجالس کو بھجوائی گئی۔ ذیل میں چند مجالس کی کارگزاری کی رپورٹ مختصر طور پر پیش خدمت ہے:-

مجلس خدام الاحمدیہ لائلپور شہر

۷۳۵ گھروں میں ۱۶ من چونا تقسیم کیا گیا۔ جن میں بیشتر غیر از جماعت دوستوں کے گھر شامل تھے۔ بیمار حلقہ جات میں ۲ سیر ڈی ڈی ٹی پوڈر ۱۲۶ گھروں میں تقسیم کیا گیا نیز مکرم مولانا غلام باری صاحب سیف نے احادیث نبویہ اور سیرت نبوی سے صفائی کی اہمیت کو واضح کیا۔ ہفتہ صفائی کے دوران ہی خدام نے ایک اجتماعی وقار عمل بھی منایا۔ جس میں ایک پُل کو درست کیا گیا۔ اس وقار عمل میں ۸۵ خدام اور ۱۱۹ اطفال نے شرکت کی۔

مجلس خدام الاحمدیہ حیدرآباد شہر

مسجد کی صفائی دُھلائی اور باغیچہ کی صفائی کا پروگرام بعد از نماز جمعہ شروع ہوا جس میں ۷۰ خدام، ۳۰ انصار اور ۲۰ اطفال شریک ہوئے۔ یہ وقار عمل نصف گھنٹے تک جاری رہا۔ اس وقار عمل میں خدام کے علاوہ انصار بزرگوں نے بھی خوب بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ اس ہفتہ کے آخری روز بعد نماز جمعہ مکرم قائد صاحب اور مکرم مولانا غلام احمد صاحب فرخ مربی سلسلہ نے صحت و صفائی کی اہمیت بھی واضح فرمائی۔

مجلس خدام الاحمدیہ خوشاب

ہفتہ صفائی کا باقاعدہ ایک پروگرام وضع کیا گیا جس میں خدام نے اردگرد کے ماحول کی صفائی کی۔ نیز ۷ ؍ امان کو جامع مسجد میں بھی اجتماعی وقار عمل منایا گیا اور مسجد کی اچھی طرح صفائی کی گئی۔ اس ہفتہ کے دوران خدام کو صحت کے اصولوں سے روشناس کرایا گیا۔ مکرم صدر صاحب مقامی جماعت نے صفائی کے موضوع پر جماعت سے خطاب بھی فرمایا۔

بقیہ:- محمد احمد سوڈانی

پاس رکھ لی اور ارادہ کیا کہ اس کی کھوپڑی کو بطور دوات استعمال کرے گا۔ لیکن حکومت انگلستان کو اس کے ارادہ کا علم ہو گیا تو لارڈ کچنر کے خلاف ناراضگی کی ایک لہر اٹھی۔ جس سے گھبرا کر اس نے اس کی کھوپڑی کو کسی غیر معروف مقام پر دفنا دیا۔

آج سوڈانی مہدی کا نام لیوا دنیا میں کوئی ایک بھی نہیں ——— فَاعْتَبِرُوا یٰٓاُولِی الْاَبْصَارِ ؎

تاریخ

محمد احمد سوڈانی

انعام الحق کوثر

سکول ماسٹر کے گھر "ڈنگولا" میں پیدا ہونے والا محمد احمد بن عبداللہ۔ سوڈانی مہدی کے نام سے دنیائے تاریخ میں مشہور رہے۔ ان کا خاندانی پیشہ کشتیاں بنانا بتایا جاتا ہے۔ جبکہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسل سے منسوب ہونے کے باعث "شریف" یا "اشرف" کہلاتے تھے۔

محمد احمد اپنی زندگی وقف کرنے کے بعد "ابا آئیلینڈ" جا پہنچا جو وائیٹ قبیل سے ۱۵۰ میل اور خرطوم کے قریب واقع ہے۔ اس کے درویشانہ لباس نے عوام الناس پر بہت اثر کیا جس کے نتیجہ میں جلد ہی بہت سے نوجوان اس کے گرد جمع ہو گئے جنہوں نے درویشوں کا روپ دھار لیا۔ چنانچہ اس کی شہرت آگ کی طرح پھیلی۔ اب اسے مزید شہرت، مال اور عالی رتبہ کے حصول کی خواہش ہوئی۔ چنانچہ اس نے حالات سازگار پاتے ہی خفیہ طور پر کردفان کا سفر اختیار کیا اور وہاں پہنچ کر وہاں کے دیہاتیوں، کم تعلیم یافتہ لوگوں اور غرباء کو ابھارتا رہا کہ وہ محصول اور محصول لینے والوں کے خلاف کوئی اقدام کریں اور اس بہانہ سے وہ لوگوں سے خوب رقمیں بٹورتا رہا۔

مئی ۱۸۸۱ء میں حکومت نے "ابو سعود" کو جو ایک شریر اور بے باک قسم کا انسان تھا اس کے استیصال اور گرفتاری کے لئے بھیجا لیکن وہ اپنے مقصود میں ناکام رہا۔

اب اس کے بعد محمد احمد نے اپنی پوزیشن مضبوط کرنے اور جمعیت بڑھانے کے لئے یہ ڈھونگ رچایا کہ میں "المہدی المنتظر" ہوں۔ چنانچہ لوگ کثیر تعداد میں اس کے گرد جمع ہو گئے، اس امید پر کہ یہ ہمیں ظلم سے نجات دلائے گا۔ ماہ اگست میں اس نے ایک اور لشکر کو شکست دی جو "ابا آئیلینڈ" اس کی گرفتاری کے لئے بھیجا گیا تھا۔ اب محمد احمد نے اپنے آپ کو مزید محفوظ کرنے کیلئے "جبل غدیر" (جو کردفان کے شمال میں ایک پہاڑی علاقہ تھا) میں جا چھپایا۔ اور ایک مضبوط لشکر تیار کر لیا۔

جون ۱۸۸۲ء میں یوسف پاشا کی سرکردگی میں چھ ہزار کے لشکر نے "فشودا" کے مقام سے پیش قدمی شروع کی مگر اس ظالم و جابر نے ان میں سے ایک کو بھی زندہ واپس نہ جانے دیا اور مکمل طور پر تباہ و برباد کر دیا۔

سال کے آخر تک اس سوڈانی مہدی کے برانگیختہ کرنے کی وجہ سے سوائے چند ایک صوبوں کے خرطوم کا تمام جنوبی حصہ حکومت کا باغی ہو گیا۔ اس کے بعد اس نے جنوری ۱۸۸۳ء میں کردفان کے دارالخلافہ "الوبید" پر بھی قبضہ کر لیا اور اس عرصہ میں وہ لوگوں کو اپنے "المہدی المنتظر" ہونے کا

دھوکہ دیتا رہا۔ نومبر ۱۸۸۳ء میں ہکس پاشا کے ساتھ اسکی زبردست جنگ ہوئی لیکن اس نے "کشگل" کے مقام پر ہکس پاشا کی دس ہزار فوج کو مکمل طور پر تباہ کر کے رکھدیا۔

اسی سال سوڈانی مہدی کے لیفٹیننٹ "عثمان ڈگنا" نے مشرقی سوڈان کے قبائل کو اپنی چرب زبانی سے اُبھارا اور اُن کو اپنے ساتھ شامل کر لیا پھر جلد ہی سواکین کے قریب "سنکت" اور "توکار" کا محاصرہ کر لیا اور فروری ۱۸۸۴ء میں "ایلیب" کے مقام پر جنرل ویلینٹین بکر کی اڑھائی ہزار فوج کا صفایا کر دیا۔

ادھر محمد احمد نے جنرل گارڈن کا خرطوم میں بھی محاصرہ کر لیا اور ۲۵-۲۶ جنوری ۱۸۸۵ء کو خرطوم پر قبضہ کر لیا اور جنرل گارڈن کو قتل کر دیا لیکن خدا تعالیٰ نے اس کذب و فریب اور ظلم و جور کو مزید پسند نہ فرمایا اور جلد ہی لقمۂ اجل بنا دیا یعنی ۲۲ جون ۱۸۸۵ء کو دعویٰ کے تقریباً ساڑھے چار سال بعد موت کے تلخ پیالے نے "ام درمان" میں اس مدعی کاذب کو "لاخذنا منہ بالیمین" کے تمغہ کا مصداق ثابت کر دیا۔ نیز تا اس بات کی صداقت دنیا پر قائم رہے کہ ؎

افتراء کی ایسی دُم لمبی نہیں ہوتی کبھی
جو ہو مثلِ مدتِ خیر الرسل فخر الخیار

محمد احمد کی وفات کے بعد عبد اللہ اس کا خلیفہ مقرر ہوا۔ ۱۸۹۸ء میں لارڈ کچنر نے اس پر حملہ کیا اور فتح پائی۔ عبد اللہ کو کردفان میں قتل کر دیا۔ پھر محمد احمد کا مقبرہ اُکھڑوایا اور اس کی کھوپڑی اپنے

(باقی صفحہ ۴۸ پر)

شہزادہ دلیپ سنگھ

ان کے متعلق ایک معلوماتی مضمون اندر ملاحظہ فرمائیں
یہ تصویر سلسلہ کے لٹریچر میں شاید پہلی مرتبہ شائع ہو
رہی ہے -